اکبر حیدری کاشمیری

فارسی کا ایک نادر الوجود لغت

ـــــ ہفت قلزم

غازی الدین حیدر (۱۲۲۹-۱۲۴۳ ہجری = ۱۸۱۴ء - ۱۸۲۷ء) کو علم لغت میں خاصی مہارت حاصل تھی۔ انہوں نے ایک فارسی لغت جس کی تفصیل آگے آئے گی، فرہنگ ہفت قلزم کے نام سے لکھا جو ان کی زندگی میں مطبع شاہی لکھنو میں چھپا تھا۔ اکثر و بیشتر لوگ اس لغت کے نام سے بے خبر ہیں۔ بقول ڈاکٹر اشپرنگر[1] ہندوستان کے مقابلے میں یہ لغت یورپ میں پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اور وہاں اس کی اچھی خاصی پذیرائی ہوئی تھی۔ لغت نویسی کے علاوہ غازی الدین حیدر شعر بھی کہتے تھے۔ کتاب نمانہ فرح بخش میں ان کے اشعار[2] ریختہ کا ایک مجموعہ ڈاکٹر اشپرنگر کی نظر سے گزرا تھا۔ اس میں غزلوں کے علاوہ زیادہ تر اشعار آئمہ معصومین کی مدح و توصیف میں تھے۔ اشعار کا مجموعہ ۲۰۰ صفحوں پر مشتمل تھا اور نہایت ہی اہتمام سے عمدہ خط میں لکھا گیا تھا۔ ابتدا ذیل کے شعر سے ہوتی ہے ؎

عرش بریں پر ہے آج یہی مبارک بادی
پیدا ہوے ہیں آج شہہ مہدیؑ ہادی

پروفیسر سید مسعود حسن رضوی بیان کرتے تھے کہ غازی الدین حیدر مرثیہ بھی کہتے تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ مجھے دو شعر (مطلع اور مقطع) سلام کے سنائے تھے۔ سلام کے اشعار بادشاہ ہونے سے قبل نظم کئے تھے جب کہ ان کا خطاب رفعتہ الدولہ تھا۔

صبا سلام مرا اس امام کو پہنچا ۔۔۔ جو ایک سجدے میں دار سلام کو پہنچا
قبولِ خلق ہو ہر حرف رفعت الدولہ ۔۔۔ یہ مرثیہ مرا شاہ سلام کو پہنچا

Scanned with CamScanner

غازی الدین حیدر خود بھی صاحبِ علم اور صاحبانِ علم کی قدر کرتے تھے۔ ان کی علم دوستی اور ادبی مشغلوں کا ذکر مستند تذکروں اور کتبِ تواریخ میں موجود ہے۔ ان کے دربار سے اہلِ علم اور قابل لوگ وابستہ تھے۔ ان کے لئے بڑی بڑی تنخواہیں مخصوص تھیں اور اربابِ علم و ہنر کیلئے درِ خزانہ کھلا رہتا تھا۔ مولف وزیر نامہ لکھتا ہے ؎۱:

"ایں بادشاہ بلند پائگاہ در جود و سخا ممدوحِ آفاق بود، درِ خزانہ ہموارہ بر اہلِ نیاز باز می داشت۔ اجتماع اربابِ علم و ہنر و اصحابِ عقل و نظر را روز بازار بود۔ طبع والائے ایں بادشاہ خیلے علم دوست و ہنر پرور افتادہ بود۔ علمائے ہر علم و فن و بلغائے شیریں سخن در عہد معدلت مہدش بیشتر مجتمع بودند"؎۲

ذیل میں غازی الدین حیدر کی علم دوستی کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ گور بخش لکھنؤ کے مفتی گنج کا باشندہ اور ایک کہار کا لڑکا تھا۔ اس کو لکھنے پڑھنے کا شوق دامنگیر ہوا اور لالہ بینی پرشاد ظریف کے مکتب میں پڑھنے لگا۔ طبیعت موزون تھی اور شعر کہنے لگا۔ ادیبؔ تخلص کرتا تھا۔ ظریفؔ نے اس کو مصحفیؔ کے سپرد کر دیا اور وہ غزلوں پر اصلاح دیتے رہے۔ محمد عیسیٰ تنہاؔ کے اکسانے پر مصحفیؔ نے اس کے کلام پر اصلاح موقوف کر دی۔ ادیبؔ نے مایوس ہو کر پھر اپنا آبائی پیشہ اختیار کیا اور نواب سعادت علی خان کا تامجان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔ نواب صاحب کے انتقال کے بعد ادیبؔ نے غازی الدین حیدر کی تعریف میں قصیدہ کہا۔ انہوں نے ادیب کو انعام سے سرفراز کیا اور اپنے یہاں ملازم رکھا۔ مصحفیؔ لکھتے ہیں:-

"بعد رحلت نواب وزیر بعہدۂ خود بجناب فیض مآب نواب رفعت الدولہ رفیع الملک غازی الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ گردیدہ و قصیدۂ آبدار بنظر مبارک گزرانید و بعطائے دوشالہ و پنج صد اشرفی سرفرازی یافت۔ نواب صاحب ہماں روز رنج حمالی سبکدوش ساختہ بخدمت

محرری کوٹھ خزانہ عامرہ معمور کردند و بعد گزرانیدن عرضی بہ اضافہ مشاہرہ
سرفراز گردید"[4]

۲۔ محفوظ کسی شاعر کا تخلص تھا۔ اس نے شاہزادہ رشک چمن اور شہزادی زمرد کا منظوم قصہ بادشاہ غازی الدین حیدر کے نام منسوب کیا۔ مصحفی کے قطعۂ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ نظم کا سال تصنیف ۱۲۳۸ھ تھا۔ اس کا ایک عمدہ قلمی نسخہ فرح بخش میں موجود تھا۔ ڈاکٹر اشپرنگر نے اس کا ذکر اپنی فہرست اودھ کیٹلاگ مخطوط نمبر ۶۵۴ صفحہ ۶۲۰ میں "قصہ شاہِ بیدار بخت تصنیف محفوظ" کے نام سے کیا ہے۔ یہ قصہ رشک چمن کے نام سے مطبع مسیحائی کانپور میں ۱۲۶۶ھ میں چھپا تھا۔

۳۔ صادق علی تخلص صادق بڑے خوشگو شاعر اور عمدہ خوشنویس تھے۔ انہوں نے بادشاہ کیلئے کئی کتابیں نقل کیں۔ اور انہیں بادشاہ کی طرف سے باقاعدہ تنخواہ ملتی تھی۔ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں فرح بخش کے کتاب خانے میں موجود تھیں۔ صادق صاحب دیوان تھے۔ دیوان میں مثنویاں قصیدے اور قطعات وغیرہ شامل ہیں۔ غازی الدین کی تخت نشینی کے موقعہ پر قطعۂ تہنیت موزون کیا جو دیوان میں موجود تھا۔ صادق کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیوان فرح بخش میں موجود تھا (اودھ کیٹلاگ منظوط نمبر ۶۰۵۔ صفحہ ۶۰۴)

۴۔ قاضی محمد صادق تخلص اختر۔ ہوگلی کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۱۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اختر تاریخی نام ہے۔ والد کا نام لعل محمد تھا۔ سلسلۂ نسب خواجہ عبداللہ احرار تک پہنچتا ہے اور اپنی اصل و نسل پر فخر و ناز کرتے تھے۔ مولد اجداد اول عربستان، بعدہ ترکستان، ترکستان سے دہلی، دہلی سے بنگالہ عہدۂ قضا و خدمت صدر الصدور اس خاندان میں مفوض اور مقرر۔ علوم دوازدہ گانہ میں مشہور۔ لکھنؤ میں ریذیڈنٹ، کے دفتر میں منشی گری پر ممتاز تھے۔ بعد ازاں بادشاہ غازی الدین حیدر نے طلب کیا اور تالیف و تصنیف کے شعبہ میں ایک ہزار روپے کا ملازم رکھا۔ بادشاہ نے ملک الشعراء اور خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔[5] اختر نثر میں ید بیضا اور نظم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عمائدِ روزگار میں ممتاز اور صاحب ذوفنون تھے۔[6] اختر صاحب تصانیف تھے۔ ان کی یہ کتابیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ تذکرہ آفتاب عالمتاب (۲۶۴۳ شعراء فارسی کا حال) ۲۔ بہارِ اقبال۔ ۳۔ مفید المستفید۔
۴۔ محامد حیدریہ۔ ۵۔ گلدستۂ محبت ۶۔ بہارِ بیخزاں ۷۔ لوامع النور ۸۔ نور الانشاء ۹۔ نقود الحکم۔
۱۰۔ صبح صادق۔ ۱۱۔ دیوان فارسی ۱۲۔ دیوان ریختہ ۱۳۔ مثنوی سراپا سوز۔ ۱۴۔ حدیقۃ الارشاد۔
۱۵۔ گنجِ بے رنج۔

ڈاکٹر اشپرنگر کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اختؔر نے شگفتہ اور فصیح زبانِ فارسی میں اپنی سوانح عمری "صبح صادق" کے نام سے تصنیف کی تھی۔ غالباً اشپرنگر نے کتاب کو نہیں دیکھا تھا۔ اس کا کوئی قلمی نسخہ شاہانِ اودھ کے کتاب خانے میں نہیں تھا۔ بقول صاحب تذکرہ طور معنی قلمی وغیر مطبوعہ "صبح صادق بوضع آشوب زمانہ تصنیف کردہ است"[۶] صبح صادق کا ایک نسخہ میرے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔ دراصل یہ ۲۵ اوراق کا ایک رسالہ ہے جس میں مصنف نے انسان کی فطرت میں جو خیر و شر کا جذبہ موجود ہے اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کتاب کے دیباچے اور ترقیمہ میں مصنّف اور کتاب کا نام درج ہے۔

ترقیمہ:- "ایں رسالۂ عجیبہ کہ بصبح صادق موسوم است من تصنیف ملک الشعراء قاضی محمد صادق خان بہادر، متخلّص بہ اختؔر، متوطن ہنگلی بتاریخ سیزدہم ماہ محرم الحرام ۱۲۴۹ھ ہجری بید بندۂ ضعیف گنہگار...... بغایت شرمسار محمد حامد علی شاہ آبادی....."

اختؔر نے بادشاہ کی تعریف میں ایک ضخیم کتاب (نثر و نظم) محامدِ حیدریہ کے نام سے ۱۲۳۶ھ ہجری میں تصنیف کی۔ طالب علی خان عیشی (متوفی ۱۲۴۰ھ) نے اپنے کلیات (غیر مطبوعہ۔ مخزونہ راجہ صاحب محمود آباد، ورق ۱۸۹ ا - ۱۸۳ ب) میں اس پر ایک تقریظ لکھی ہے۔ اس میں اختؔر کو سید لکھا ہے۔
"دریں ایام میمنت و فرخندگی انجام کہ از ہجرت مقدسہ نبوی سال ہزار و دو صد و سی و ہشتم است، کتاب ہدایت انتساب محامد حیدریہ بحسن اہتمام طبع رسا و فکر فلک پیمائی سید محمد صادق المتخلص بہ اختؔر.... مشرف شریف تصنیف و مجلی بحلیہ تالیف گردیدہ کہ از مقدمہ تا خاتمہ خرمن گوہر است"

تاریخ۔ بحکم سلطانِ جمِ جاہ — کہ بادا تا بعش دوراں ہمیشہ
مرتب شد کتاب رشک گلشن — کہ باشد ہر گلشن خنداں ہمیشہ
رقم زد کلک عیشی سال تاریخ — "بماند ایں بہارستاں ہمیشہ"
۱۲۴۷ ہجری

اختر، غازی الدین حیدر کے انتقال کے بعد کانپور چلے گئے اور وہاں ۱۹ سال تک تحصیلدار رہے۔ پھر لکھنو آگئے اور اخیر زمانے میں سلطان واجد علی شاہ سے رسائی حاصل ہوئی اور لکھنو میں ہی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۸ء میں انتقال کیا۔[8]

۵۔ غازی الدین حیدر نے ڈاکٹر مکلوڈ کو تین ہزار روپے ماہوار پر نوکر رکھا۔ دربار میں اس کو اپنے پہلو میں بٹھاتے تھے۔ اور اس سے فارسی میں گفتگو کرتے تھے۔[9]

۶۔ مولوی سید رفعت علی رضوی رفعت تخلص نظم و نثر کے ایک قلمی مجموعے میں ایک خط ہے جو مفتی خلیل الدین خان کاکوروی کی طرف سے کسی بڑے انگریز افسر کو لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیل الدین خان کچھ مدت کانپور کیمپ میں سررشتۂ منشی گری میں ملازم رہے۔ اس کے بعد بعض انگریزی کتابوں کا ترجمہ مثل مقدار المنازل وغیرہ کر کے شاہ زمن غازی الدین حیدر کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے بڑی تعریف کی اور پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ مقرر کر کے ملازم رکھ لیا۔ ان کی آبائی جاگیر کا ایک گاؤں جو چند سال سے خالصۂ شریفہ میں داخل ہو گیا تھا، اس کے عوض میں ایک موضع چھ ہزار روپے کی جمع کا مددِ معاش کے طور پر مقرر فرمایا۔

خلیل الدین خان علوم ریاضی، بالخصوص علم ہیئت کے ماہر تھے۔ انہوں نے اپنے زمانِ اقتدار میں پانچ ہزار روپے آلات رصد ولایت سے منگوائے تھے۔ کبھی کبھی علم ہیئت کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ غازی الدین حیدر کو بھی علم ہیئت سے بہت دلچسپی تھی۔ ان کے عہد سلطنت میں خلیل الدین خان کے اہتمام سے لکھنو میں رصدگاہ قائم کی گئی۔ ضروری آلات ولایت سے منگوائے گئے اور رصدگاہ کی دیواروں میں قواعد ریاضی سے ایسے دائرے تعبیہ کئے گئے جن میں دقیقہ اور ثانیہ اور ثالثہ تک صحیح تقسیم تھے۔ ۱۲۴۱ھ ہجری میں غازی الدین حیدر نے خلیل الدین خان کو اپنا سفیر

مقرر کر کے کلکتے بھیجا۔ پانچ ہزار روپے ماہوار ان کی تنخواہ مقرر ہوئی۔ کچھ دن کے بعد جب واپس آکر دربار شاہی میں باریاب ہوئے تو دو[2] کمرۂ طلائی ارمنی و سماوی جن میں صناعان فرنگ نے کواکب اور مدارات نہایت حسن و خوبی سے ترتیب دیئے تھے حضور میں نذر گزرانے۔ بادشاہ نے بکمال عنایت دربار خاص میں اپنے حضور میں بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ بادشاہ کی فرمائش سے انہوں نے فن ہیئت کے قواعد میں ایک کتاب 'مراۃ الاقلیم' تصنیف کی جس میں احاطہ اودھ کے طرق و شوارع کا جغرافیہ اور دنیا کے مشہور شہروں کا طول و عرض اور غایۃ النہار درج کیا۔

غازی الدین حیدر کو خواہش ہوئی کہ فن ہیئت کا ایک آلہ رصدی ایسا تیار ہو کہ قصر سلطنت میں بیٹھے ہوئے حرکات کواکب اور سیاروں کے اوضاع کی سیر کریں۔ علمائے لکھنؤ سے (جو ہیئت کی کتابوں کا درس دیتے تھے) درخواست کی گئی اور چھ مہینے کی مہلت دی گئی۔ سب نے ایسی صنعت جدید کی ترتیب میں عذر کیا۔ خلیل الدین خان نے حسب الحکم شاہی چھ دن میں ایک برجی آلے کا نقشہ تیار کر کے پیش کیا۔ بادشاہ کو بہت پسند آیا۔ لیکن اس نقشے کے مطابق آلہ تیار کرنے کا موقع نہ ملا کہ تھوڑے زمانے میں غازی الدین حیدر کا انتقال ہو گیا۔[10]

غازی الدین حیدر نے ایک بیش بہا کتاب خانہ قائم کیا تھا۔ اس کا تفصیلی ذکر ڈاکٹر اشپرنگر نے اپنی مرتب کردہ فہرست اودھ کیٹلاگ[11] کے دیباچے میں کیا ہے۔ فہرست کی صرف ۲۵۰ جلدیں آج سے قبل ۱۴۱ سال ۱۸۵۴ء میں چھپی تھیں۔ یہ کتاب اب عنقا کا حکم رکھتی ہے۔ میں نے اس کا عمدہ اور مکمل نسخہ ۲۵ سال پہلے امیر الدولہ پبلک لائبریری لکھنؤ میں دیکھا تھا۔ بعد میں جناب امیر محمد حیدر خان (مہاراجکمار محمود آباد) نے یہ کتاب میرے نام اِشو کرائی تھی اور میں نے پوری کتاب بڑے سائز کی ۶۴۸ صفحات پر مشتمل (فی صفحہ ۲۸ سطریں) دو سال میں نقل کی۔ لائبریری میں پرانی فارسی، اردو اور انگریزی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ شاہان اودھ سے متعلق تھا۔ یہ بیش قیمت اور نادر الوجود کتابیں یہاں سے اڑا لی گئیں۔ اودھ کیٹلاگ بھی غائب کر دیا گیا۔

ڈاکٹر اشپرنگر فہرست کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ وہ ۲ مارچ ۱۸۴۸ء کو دہلی سے لکھنؤ پہنچے۔

Scanned with CamScanner

انہیں حکم ہوا تھا کہ شاہان اودھ کے کتاب خانوں اور لکھنؤ کے نادر کتابوں کی فہرست مرتب کریں ان کا قیام لکھنؤ میں یکم جنوری ۱۸۵۰ء تک رہا۔ اس دوران انہوں نے دس ہزار مخطوطات کا مطالعہ کیا۔ ان میں اکثر و بیشتر کتابیں غازی الدین حیدر کے محل فرح بخش، موتی محل اور توپ خانہ میں موجود تھیں۔ یہ تمام کتابیں حافظ رحمت خان اور بادشاہ کی ملک تھیں۔ اشپرنگر کے دیباچے کے چند اقتباسات انہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہوں :-

"The Royal Library at Lucknow was originally kept in the old Palace (Purana Dawlat Khana) which stands on an eminence between the Rumi Darwaza and the Iron Bridge over the Gumty and is now nearly in ruins. It contained the whole of the literary treasures of Hafiz Rahman Khan and was subsequently much enriched more particularly by Ghazi-ud-Din Haydar.

At present it is divided into three collections. The valuable literary works upwards of three thousand volumes are preserved in a garden house of the Moti Mahal Palace, and elegant books are kept close to the Farak Bakhsh Palace in which the late King used to reside. This collection contains about one thousand volumes or less, and formed the private library of His late Majesty.

The third collection in the Top-khana or arsenal, which is close to the house of the British Resident...... The books are kept in about forty dilapidated boxes- camel trunks-which are at the same time tenated by prolific families of rats, and any admirer of oriental lore who may have an opportunity to visit this collection will dwell to poke with a stick into the boxes, before he puts his hand into them, unless he be a zoologist as well as orientalist. At the end of the hall there are bags full of books completely destroyed by white ants. Even new books have not been spared by these destructive insects, nearly the whole edition of the Taj-alloghat (تاج اللغات) has been destroyed, and most of the Haft Qulzum (ہفت قلزم) have had the same fate. The number of volumes in this collection is very great.

Ghazi-ud-Din Hayder founded a typography at great expense and one of the works - the Haft Qulzum which issued from it has attained a greater celebrity in Europe than it enjoys in India.

Besides the Dictionary, the following books have been printed in types at Lucknow.

The praise of Ghazi-ud-Din Hayder, in Arabic, by Ahmad Shirwani, 1235, small folio, 200 pp. (المناقب الحیدریہ

A similar work in Persian prose and verses, by Akhtar 1238, small folio 288 pp. (محامد حیدریہ (محامد حیدری)

An account in Persian Prose and verse of the meeting of Lord Hastings and Ghazi-ud-Din Hayder (گلدستۂ محبت) by Akhtar 1239, 8 Vol. 131 pp.

Panjsurah or the Five Surahs of the Quran usually repeated in prayers, printed in the form of Toghra"

غازی الدین حیدر نے اپنے عہد سلطنت میں لغات عرب کے ہندوستانی ماہروں کا ایک عملہ اس غرض سے مقرر کیا کہ وہ عربی لغت کی مشہور و مستند کتاب قاموس کو بنیاد قرار دے کر اور امکانی حد تک الفاظ و فقرات کا اضافہ کر کے عربی کا ایک جامع ترین لغت تیار کریں اور معانی و مطالب فارسی میں لکھیں۔ علما کی اس جماعت نے سالہا سال کی محنت کے بعد <u>تاج اللغات</u> کے نام سے ایک لغت تیار کیا۔ جو عربی کے ہندوستانی ادیبوں کا ایک مایہ ناز کارنامہ ہے۔ یہ لغت غازی الدین حیدر کے بعد ان کے فرزند اور جانشین نصیر الدین حیدر کے عہد میں مکمل ہو کر آٹھ جلدوں میں شایع ہوا۔ تعجب کی بات کہ ڈاکٹر اشپرنگر کو تاج اللغات کی صرف سات جلدیں لکھنو کے زمانۂ قیام میں دستیاب ہوئیں۔ لکھتے ہیں:۔

"Taj-alloghat, an Arabic Dictionary explained in Persian, in <u>seven volumes</u>, large folio, only four volumes have been printed in types, the remaining three have been lithographed, Vol, I,725 pp.; Vol,II.624 pp.; Vol, III. 252 pp.; Vol. IV.176 pp;Vol.V, 594 pp.; Vol.VI, 408 pp;Vol,VII,138 pp.

راقم الحروف کو تاج اللغات کی آٹھوں جلدیں اقبال لائبریری کشمیر یونیورسٹی سری نگر میں زیر ایکسیشن نمبر ۷۸-۵۱۸۷۱ زیر مطالعہ رہیں۔ معلوم ہوا کہ پروفیسر سید مسعود حسن رضوی کے کتاب خانے سے منگوائی گئی تھیں۔ پہلی جلد میں ۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کی تاریخ درج ہے۔ صفحات کی تعداد اس طرح ہے۔ جلد اول ۷۲۵، جلد دوم ۶۲۵، جلد سوم ۲۵۲، جلد چہارم ۱۷۲، جلد پنجم ۵۹۴، جلد ششم ۴۰۸، جلد ہفتم ۱۳۸، جلد ہشتم ۴۷۸۔

جلد ہشتم کی ابتدا "فصل الضاد" سے ہوتی ہے۔" ظَأم ۔ بالفتح بمعنی کلام و بمعنی بانگ و شور و بمعنی ہم زلف ...." کتاب کی ہر جلد کے ہر صفحے میں شاہی کتاب خانے کی مہر ہے۔ جلد اول کے آخری صفحے پر امجد علی شاہ بادشاہ کے کتاب خانے کی مہر چسپاں ہے۔ ڈاکٹر اشپرنگر کا یہ کہنا درست

ہے کہ تاج اللغات دیمک کی نذر ہوگئی تھی۔ ہر جلد کے کچھ نہ کچھ صفحات دیمک چاٹ گئی تھی اور تمام جلدوں میں بیچ بیچ میں ایسے صفحات نکال دیئے گئے ہیں۔ جلد اول کے ابتدائی ۱۲ صفحات پروفیسر مسعود حسن صاحب رضوی نے نقل کروا کے جوڑ دیئے ہیں۔

ہفت قلزم

یہ لغت غازی الدین حیدر کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ مانا جاتا ہے۔ غالباً سب سے پہلے اس کا ذکر ڈاکٹر اشپرنگر نے اودھ کیٹلاگ کے دیباچے میں کیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ تاج اللغات کی طرح ہفت قلزم کی اکثر و بیشتر جلدیں دیمک چاٹ گئی ہیں۔ خوش قسمتی سے راقم الحروف کو ہفت قلزم کی تمام جلدیں مکمل صورت میں کتاب خانہ شبلی نعمانی (ندوہ) لکھنو میں ۳۱۳ نمبر کے تحت دستیاب ہوئیں۔ صرف ساتویں جلد کے خاتمہ الطبع کے چند الفاظ کرم خوردہ ہیں۔ ان کو بھی درست کے لکھا گیا۔ تفصیل بعد میں آئے گی۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہفت قلزم کا لغت عنقا کا حکم رکھتا ہے۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کی جلدیں تعداد میں کم چھپی ہوں گی یا غدر میں تلف ہوئی ہونگیں۔ ساتوں جلدیں زمانہ پہلے پروفیسر مسعود حسن رضوی کے کتاب خانے میں موجود تھیں۔ جب آج سے عرصہ دراز پہلے میں نے اس لغت کا نام اَودھ کیٹلاگ میں دیکھا تو اس کے بارے میں پروفیسر موصوف سے گفتگو ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ساتویں جلدیں دہلی کے کسی کالج میں منتقل کی گئیں۔ اب معلوم نہیں کہ وہاں ہیں کہ نہیں۔ بہر حال تفصیلات درج ذیل ہیں:-

سائز - ۱۲ × ۱۵ انچ تمام جلدوں کے صفحات ۱۵۵۸، تعداد الفاظ - ۱۲۷۱۷ - ہر جلد میں جدول کھینچی ہے اور ہر صفحہ کی پیشانی پر ایک انچ اور تین سم کے گول دائرے میں غازی الدین حیدر کے شاہی کتاب خانے کی مہر چسپاں ہے۔ مہر کے اغل بغل میں جھنڈیاں اور دو مچھلیاں نظر آتی ہیں۔ یہ مہریں سبھی جلدوں میں ہیں۔ صفحوں کے نمبر مہر کے نیچے نمایاں ہیں۔ لغت کی جلدوں میں الفاظ دائیں طرف حاشیے میں اور معانی حوض میں درج ہیں۔ الفاظ حاشیے میں ترتیب وار ہیں اور پڑھنے میں کوئی

Scanned with CamScanner

وقت نہیں ہوتی۔

کتاب ہفت قلزم غازی الدین حیدر نے تالیف کی اور اس کی ترتیب قبول محمد کے سپرد کردی۔ مرتب کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن اس میں جو دیباچہ اور قصیدہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبول محمد کو فارسی نظم و نثر پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ جب غازی الدین حیدر نے دیباچہ اور ترتیبِ لغت دیکھی تو خوش ہوئے اور قبول محمد کی ستایش کی۔ ہفت قلزم (فرہنگ رفعت کے نام سے بھی مشہور تھی۔ رفعت الدولہ رفیع الملک غازی الدین حیدر شہامت جنگ بادشاہ ہونے سے قبل غازی الدین کا خطاب تھا۔ لغت میں "فرہنگ رفعت" کا نام بھی درج ہے۔ قبول محمد نے ۱۲۲۹ھ ہجری میں لغت ترتیب دینا شروع کیا اور تقریباً دو سال کی مدت میں ۱۲۳۰ھ ہجری میں اس کو مکمل کردیا۔ پھر محرم ۱۲۳۶ھ سے ذی الحجہ ۱۲۳۷ھ تک سات جلدوں میں مطبع سلطانی لکھنؤ میں ٹائپ میں فرہنگ رفعت کے نام سے شایع ہوئی۔ ہر جلد کے آخر میں تاریخ کتابت درج ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ غازی الدین حیدر پہلے شخص تھے جنہوں نے زرکثیر صرف کرکے ٹائپ کا پہلا مطبع سلطانی لکھنؤ میں قائم کیا تھا۔ اس مطبع میں جو کتابیں بادشاہ کے عہد میں شایع ہوئی تھیں ان میں سے کئی کتابیں کتاب خانہ شبلی نعمانی لکھنؤ میں میری نظر سے گزری ہیں۔

ہفت قلزم کی پہلی جلد میں ۵۴۲ صفحات ہیں۔ ابتدا میں ۶۰ شعر کا قصیدہ ہے جو بادشاہ کی تعریف میں مولوی محمد اسلم تخلص اسلمؔ نے لکھا تھا۔ شاعر کا تخلص ۵۷ ویں شعر میں درج ہے ؎

اسلم چو عاجز است ز مدحش نہادہ است

در سجدۂ دعا سر خود را بر آستاں

غازی الدین حیدر کا نام یوں موجود ہے ؎

سلطانِ عصر غازی دیں حیدری حُسام

کز حفظ اوست دیں زید کفر در اماں

لغت کا نام قصیدے میں ہفت قلزم یوں آیا ہے ؎

ایں ہفت قلزم ست کہ در قالب آمدہ است — قالب ز نسبت شرفش گشتہ عین جاں

ایں ہفت قلزم ست کہ ہر گوہر علوم — در چنگ آوری چو زنے غوطہ اندراں

ایں ہفت قلزم ست کہ غواص فکر خلق — نایافتہ سراغ در دل ہر گز از کراں

ایں ہفت قلزم ست کہ موجش بود حروف — لفظ خوشش صدف دُرِ معنی درو نہاں

از بحر طبعِ شاہ نمِ ایں ہفت قلزم است — کش ہفت کشور است با وصفِ تر زباں

بحرے ست علم اوکہ کنارش پذیر نیست

ایں ہفت قلزم ست یکے قطرہ زاں میاں

اسلم کے قصیدے کے بعد قاضی محمد صادق اختر کا دیباچہ ہے۔ یہ نثر میں ۱۷ سطروں پر مشتمل ہے۔ نثر کے بعد ۱۵ شعر کا قصیدہ ہے پیشانی پر اختر کا نام اس طرح درج ہے:۔

"صورۃ ماکتبہ البلیغ الکامل الادیب القاضی محمد صادق المتخلص باختر

مقرضا علیٰ ھٰذا الکتاب المستطاب"

ذیل میں دیباچہ کا حصہ نثر اور پھر قصیدے کے چند اشعار مندرج ہیں۔

"نسیم سپاس بے قیاس از زندۂ چمن زار ہمیشہ بہار گلشن آرائیست کہ گلہائے لغات و مصطلحات را برنگینیِ الفاظِ دل آرا و عطر بیزی معانی روح افزا طرۂ دستار خرد ارباب ہوش و زیب طرفِ کلاہِ دانشِ اصحابِ چشم و گوش گردانیدہ۔ و درہائے روشن تر از گوہر شب چراغ نعت و منقبت سزاوارِ نثار مقدم شناوری کہ در شب اسریٰ بغواصیِ قوتِ نبوت و بپائے مردی و دستیاری رسالتِ خرد را بیک طرفۃ العین آنروئے ہفت قلزم سبع سمٰوات رسانید۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیٰ آلہٖ الطیبین الطاہرین۔

اما بعد ایں سطر چند است از نتائجِ افکار بندۂ احقر، محمد صادق اختر

غفراللہ ذنوبہ وستر عیوبہ' در وصفِ کتاب بلاغت' فصاحت آیاب' موسوم به ہفت قلزم کہ حبابِ زخاری است بے کنار و بے پایان' و در ظلمات معانیش صد چشمۂ آب حیواں نمایاں۔ فقراتیش رعنا غزالانِ نجدِ فصاحت والفاظش شاہدانِ سبزدامِ ہندوستیانِ بلاغت۔ لغاتش بنفشہ زارِ جوئبارِ معانی' اصطلاحاتش سنبلستانِ گلستانِ نکتہ دانی' حرفش برنگِ گل شاداب در زمینِ شگفتہ گلزار' و ہر سطرتش مانند سرو رواں قامت برلبِ جوئبار' عباراتش ہوش ربائے عندلیبانِ گلشنِ فضل و ہنر۔ واستعاراتش نظارۂ فریبِ اہلِ دانش ونظر ولاعزو کہ ایں کارنامۂ نگارین' ولنگارخانۂ نو آئین وایں سوادِ نسخۂ حدیقۂ جان وبیاضِ عارضِ روضۂ رضواں کہ تنگرف لطیفۂ آسمانی است وار جمند گوہر روحانی ساختہ و پرداختۂ فکر آسماں پیوند۔ و بہ ہمیں نتیجۂ طبع دشوار پسند' قبلۂ خواقینِ ہفت اقلیم' کعبۂ سلاطین تخت و دیہیم' جہانبان دادگر' پادشاہ عدل گستر' بہار ریاضِ دولت واقبال' پیشوائے سلاطینِ ماضی واستقبال' موردِ فیضانِ الٰہی' مصدرِ کمالاتِ لامتناہی' مالکِ رقابِ ملوکِ عالم' کارفرمائے دارالخلافت آدم' شہسوارِ عرصۂ امکان' خدائیگانِ زمین وزمان' ناشرِ الویۂ عدل وانصاف کاسرِ اجنحۂ جور واعتساف' ضیغمِ آجامِ حماست وشجاعت' خصمِ عالم سماحت و براعت' ماحیِ ماثرِ کفر وطغیان' ممی مراسمِ رسومِ ایمان' واقفِ اسرارِ حقیقی و مجازی ابوالظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر پادشاہ غازی است۔ خلداللہ سلطنت ودام ظلّہ و دولت۔

دیباچے کے ساتھ اخترؔ کا جو قصیدہ ہے اس کے چند شعر درج کیے جاتے ہیں ؎

آنکہ وصفِ جاہش از حدِ زبانہا برتراست | غازی دیں خسرو دوراں شجاع صفدراست
مرشد عالی نصاب و قبلۂ عالم پناہ | صاحب تاج و نگین شاہنشہِ بحر و براست

ہر رقم از وے ز الفاظِ معانی دفتریست
ہر نمِ کلکش ز دریائے حقیقت گوہر است

ہست گر باور بیا و ہفت قلزم را ببیں
کز زلالِ فضلش ایں یک جرعۂ جاں پرور است

ناگہاں یک مطلعے در وصفِ ایں بحر العلوم
سر زد از طبعم کہ از مہر فلک روشن تر است

چشمۂ حیوان کجا با ہفت قلزم ہمسر است
چشمۂ حیواں ز خضر است و ز حیدر کوثر است

ہفت قلزم چوں زدہ جوش از محیطِ طبع شاہ
زیں سبب ہر قطرہ اش بحرین گوہر پرور است

ہفت قلزم آں کہ می بخشد حیاتِ جاوداں
تشنۂ یک جرعہ اش ہم خضر و ہم اسکندر است

سایہ ات اے سایۂ حق باد بر فرقِ عباد

تا بہ عالم سایہ گستر مہر و ماہ و اختر است

قصیدہ ۷×½ ۱۱ انچ میں ہے۔ ۲ انچ حاشیہ دائیں بائیں چھوڑا گیا ہے۔ اوپر کا حاشیہ ۲ انچ ۲ سم اور نیچے کا دائیں بائیں ایک انچ کا رکھا گیا۔ قصیدہ صفحہ ۳ سے ۵ تک ہے۔ اس کے بعد آدھا اور اگلا پورا صفحہ خالی ہے۔ پھر نعت و منقبت کے بعد بارہویں سطر سے قبول محمد کا دیباچہ آٹھ صفحوں پر مشتمل اس طرح من و عن درج کیا جاتا ہے:-

"بعد از حمد کردگار و نعتِ احمدؐ مختار و منقبت حیدرؓ کرار و آل اطہارؑ ایں ذرۂ بے مقدار، بندۂ درگاہِ احد، قبول محمد واضع رائے منصفانِ نامدار و مؤلفانِ روزگار و مدرسان ذی اقتدار، و شاعران کامگار، و منشیان ہمایوں کردار و دانشمندانِ نیک شعار و معلمان خجستہ وقار می گرداند کہ چوں سلطان...
ماحی رسومِ ستم کیشان سلطان اعظم، معارک و مغازی حضرت مولانا ابوالظفر معز الدین شاہِ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ خلد اللہ ملکہ..... کتاب فرہنگ رفعت کہ مسمی بہ ہفت قلزم است از طرز عجیب و آئین غریب کہ نظارگیاں را دیدنِ آں تماشائے ارژنگ مانی باز دارد۔ و خواندگان را خواندنِ آں راحت بر راحت و فرحت بر فرحت افزاید از فکر متین و

عبارت رنگین باتمام رسانیدند۔ برائے نوشتن دیباچۂ ایں کتاب فرمان قضا جریان از پیش گاہ سپہر اشتباہ باین بے دستگاہ شرف نفاذ و عز ایراد یافت۔ اگر چہ ایں بے بضاعت کم مایہ راچہ یارا کہ آفتاب تاباں را بہ مشعل افروزد و پیرایہ ماہ از کتان دہد و گلستان را از گل خرز مہرہ آرایش نماید و نمایش ماہ بہ سنبل کند لیکن الامر فوق الادب را کار بست و نیز بخیال اینکہ باغ دلبستان را خار بندی باید و ساحل بحر را خس و خاشاک می شاید۔ در سلک جواہر زواہر اول شبہ می کشند و بجنب کافور قیر می نہند۔ پا انداز پیش فرش ملوکانہ انداختن درایت است و شکر بعد حنظل خوردن حکمت سعادتِ دارین و فخر کونین خود دانستہ کمر سعی بر بست و چوں تربیت یافتہ و تربیت یافتگان جہاں پناہ خلد اللہ ملکہ است۔ امیدواری از جناب باری چناں دارد کہ دیباچۂ کتاب را ترتیب دادہ' از نظرِ کیمیا اثر در آورد و موجب تحسین و آفرین گردد۔"

قبول محمد کے دیباچے کے بعد انہی کا ایک فارسی قطعہ ۱۱ شعر پر مشتمل ہے۔ اس میں بادشاہ کی تعریف کی گئی ہے۔ ایک شعر یہ ہے ؎

چوں رواج دینِ احمدؐ داد ہمچوں مرتضٰیؑ
زیں سبب مشہور نامش غازی الدین حیدر است

اس کے بعد بادشاہ غازالدین حیدر کے لغت کی اشاعت (۱۲۳۶ - ۱۲۲۷ھ) تک کی تاریخ لکھنو اور ہفت قلزم کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ تاریخ لکھنو کا یہ حصہ بہت اہم اور معلوماتی ہے۔ اس میں کچھ ایسی باتیں بھی بیان کی گئی ہیں جن کا ذکر اور کہیں نہیں ملتا ہے۔ ہم ذیل میں یہ حصہ تاریخ اودھ من وعن درج کرتے ہیں :-

"لکھنو مصرے است پاستانی سابق ازیں آبادی کم داشت۔ نواب برہان الملک ابوالمنصور خان صفدر جنگ برلب دریائے گومتی بلند ایوانے مشتمل بر پنج منازل برافراخت و دیگر اماکن بنا فرمود۔ کہ موجب وفور آبادی گردید۔ پس ازاں نواب رضواں دستگاہ آصف الدولہ مغفور مکانِ مطبوع و دلکشا دانستہ دارالامارہ مقرر کردہ طرح اقامت افگند و بہ آبادی توجہ فرمودہ دولت خانۂ وسیع مشتمل بر عمارتہائے عالی احداث نمود۔ و جامع مسجد و امام باڑہ و پل تعمیر نمود۔ چنانکہ شہرے عظیم آباد شد۔ بعد ازاں نواب مغفرت مآب سعادت علی خان مرحوم مشرق رویہ لکھنو دولت خانۂ وسیع متین تراز دولت خانۂ آصف الدولہ احداث کردند و شہرے بطرز نو آئین آباد گردانیدند۔ ہنوز بسیار عمارتِ ناتمام ماند و شہر تمام و کمال بہ رو بہ آبادی نیاوردہ بود کہ پیمانۂ عمرش لبریز شد و بفردوس بریں رحلت فرمودند۔

چوں مولفِ ایں کتاب خلد اللہ ملکہ بتاریخ بست و دوم شہر رجب روز سہ شنبہ سنہ یکہزار و دو صد و بست و نہ ہجری کہ بر صدر ایالت جلوس فرمودند۔ از بخشایش پالکیہا و فیلان و اسپان و خلعتہائے بے پایاں و اضافۂ منصب و جاگیرہا در مایۂ سرداران و سپاہیان و انعام نمایاں خود دل جمیع امرا بدست آوردہ۔ و سپاہ و رعایا را راضی و شاکر داشتہ بر آبادی شہر نو و کہنہ و مکانات تمام و ناتمام توجہ برگماشتند و باختراع و ابداع خود مکاناتِ کہنۂ شہر کہنہ و عماراتِ نو شہر نو را بہ تجدید زیب و زینتِ تازہ بخشیدند کہ موجب حیرت نظارگیانِ دشخوار پسند می شود۔ و سرائے ترتیبِ مکانات ناتمام عمارات نزہت آیات و قصورِ فیض گنجور و اقسام اماکن طراوت مماکن و گوناگوں نشیمن راحت مکمن و چندیں ایوانِ فیض نشان و کوٹھی ہائے کلان کلان و باغہائے ہمیشہ بہار و اشجار پراز اثمار کہ ہر مکان یاد از قطعۂ بہشت می دہد۔ و ہر قطعۂ آں پہلو بہ فردوس می نہند تعمیر فرمودند۔ خصوصاً دولت خانۂ مبارک منزل چناں دلکشا و فرح بخش تعمیر شد کہ ہر قصرش

ﷺ یہاں دیباچہ نگار کو سہو ہوا ہے۔ نواب برہان الملک سعادت خان کا نام میر محمد امین نیشاپوری تھا۔ مرزا محمد مقیم خطاب نواب صفدر جنگ ان کے داماد تھے۔ برہان الملک کی کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی۔ (اکبر حیدری)

زیباتر از قصر قیصری می نماید۔ و سہر ایوانش مانند ایوان کسریٰ دل می رباید۔ بے شائبۂ تکلف چناں راحت افزا و طروت پیراست کہ اگر ادریس پیغمبر علیہ السلام یک نظر دیدے باز قصد رفتن بہشت نہ کردے۔ و گفتے کہ ایں از بہشت بہ است۔

تعریف خاص بازار و توصیف جوہری بازار چہ نویسد۔ کہ ترتیب معمورش بسانِ فقرات نثرِ ترصیع باہم موافق و زمینِ آبادیش دو رویہ مانند مصرعہائے بیت بایکدیگر مطابق عمارات دلکشایش در کمال خوبی و زیبائی برابر ہم و منازل جاں فزایش در غایت فرح بخشی و مسرت پیرائی نہ بیش و نہ کم۔ کوچہایش چوں دلِ اربابِ کشف کشادہ و صحنِ ہر اماکن بمثال صحنِ بستاں دلربائی و دلفریبی راداد دادہ۔ رستۂ بازارش چوں رشتۂ جواہر رخشاں و دلاویز و زیب۔ دکانیش مانند ابروئے دلبراں مسرت بخش و بہجت انگیز صنعت نوال گرد ہا گردہ۔ مردم از ولایت روم و ایران و توران و عربستان و عراق و خراسان و چین ماچین و خطا و ختن و سایر ولایت ہندوستان رسید۔ در شہر کہنہ و نو مسکن گزیدہ۔ از دہش خداوند نعمت وافر اندوختہ۔ سود فراواں حاصل کردہ۔ از آز و نیاز مستغنی گشتند۔

الحال شہر لکھنو چنداں آباد شد کہ دور آں از دائرہ قیاس افزوں و آبادی آں از احاطۂ بیاں بیرون است۔ سیاحان ہفت اقلیم و رہ نوردان ربع مسکون بایں فراخی و کثرت آبادی شہرے بر روئے زمین نشان نمی دہند۔ شہر استنبول کہ تخت گاہ سلطان روم و در کلانی و بزرگی مشہور است گویند بایں شہر نمی رسد۔ و شہر قزوین و اصفہان دار الخلافت ملک ایران کہ در لطف و خوبی شہرت دارد بایں شہر سراسر بہر نمی ارزد۔ و از حسن و جمال و غنج و دلال رقصندگان و سرایندگان ایں شہر چہ نویسد کہ ہر کوچہ رشک فردوسِ بریں است و ہر برزنش حسرت دہ چگل و چین یک یک دلبران ایں شہر در حسن و خوبی طاق و بہ دلربائی و دلفریبی شہرۂ آفاق مار و مشکین مو حور وضع پری خو، غزال مرغزار طنازی تذروِ کوہسار، فتنہ سازی جلوۂ طاؤس کبک رفتار، سرو قامت گل رخسار، عشوہ سنج کرشمہ ساز، دلفریب جاں نواز، زہرہ طلعت، زیبا خلقت در جلوہ گار ظہور،

ہوش ربائی را آمادہ و دلفریبی را چالاک و بمنصۂ شہود عاشق کش را مستعد و خوں ریزی را بے باک

خونین نگہبانِ کرشمہ کوشاں   ہم خنجر و ہم نمک فروشاں
مہ وش صنماں ز تاب رخسار   مہتاب نمودہ در شب تار
نازک بدنان چنانکہ دانی   دُر کردہ بگوش شاں گرانی
از عشوہ برفتہ خانمانہا   وز خندہ شگاف کردہ جانہا

شاہنشہۂ عشوہ فوج در فوج
طوفان کرشمہ موج در موج

در چوک کہ جامعہ نفائس و نوادرِ ہر دیار و اسباب عزیزہ بنادر و امصار و اشیائے روز گار است۔ ہر روز ہنگامۂ خرید و فروخت از قسم لعلِ بدخشاں و یواقیتِ درخشاں و دُررِ بحرِ عمّان و لولوے لالا و مرجان و دیگر جواہر زواہر بحر و کان و انواع اقمشہ و امتعہ و اسلحہ و اشیائے اغذیہ و اشربہ و اجناس گوناگوں و آلات مطلوبہ بوقلموں و میوۂ خشک تر و آبدار و فیلان نامدار و اسپان باد رفتار و شتران تیز رو بار بردار و دیگر اثاثہ ہزار در ہزار کہ بایع و مشتری را تمتع دہد۔ گرم می باشد و از دحامِ فروشندگان و خریداران زیادہ از حصر و شمار می گردد۔ حتا کہ اسباب تجلاتِ پادشاہی و رخوت کارخانجاتِ سلطنت در یک روز سرانجام می تواند شد و ساز مطلوبہ صد ہزار سپاہ در ساعت بلا تعلق سامان می تواند یافت و نیز یک پاس روز باقی ماندہ مجمع طرب افزا می شود و تماشائے عجائب بروئے کار می آید۔

طرفے انجمن نغمہ و سرود و ہنگامۂ رقص و تقلید مسرت بخشِ ناظران و مستمعان می گردد۔ و طرفے ظریفان بذلہ سنج و قصّہ خوانانِ فصاحت گنج از نادرہ گوئیہا قاہ قاہ افزائے تماشائیاں می شوند۔ و طرفے بازیگرانِ نادرہ کار از ہنر پردازیہا و رسن بازیہا بدائع و صنائع بظہور می رسانند و طرفے اقسام تصویر بے نظیر از جوانان بزم و رزم و فیلانِ کوہ نشاں و اسپان قوی ہیکل و مردان و زنانِ عشرت دوست و دیگر گوناگوں تصاویر بر دیوارہا نصب کردہ، نظارگیاں را چون صورتِ

دیوار محوِ تماشا شاہی سازند. فیض بخشی و گنج پاشیِ حضرت جہاں پناہ خلداللہ ملکہ بمرتبہ کہ در دار سلطنتِ لکھنؤ از ساکنانش مفلس و تہی دست نہ ماند کہ سوال کند و کسے از دور دست کہ بنیت سوال مبلغ نمایاں کردہ می آید، بے سوال زیادہ تر ازاں می یابد و در عہد پادشاہانِ پیشین اصناف خلائق تمامی داشتند کہ حاجت ایشان برآید و خود بدولت آرزو می دارند کہ کسے حاجت مند حاجتِ خود پیش من آرد. و اگر کسے در خواب ثروت و دولت و انواع حصول مقاصد خود می بیند، صبح آں از اشجار سخاپیش بر مراد می چیند. و عدالتش بمرتبہ کہ اگر شب ردئے یا دزدے در دلِ خود نیت دزدی کند، شحنہ تحقیقش تحقیق نہ بردہ بہ سزا رساند.

در جمیع علوم و تمامی فنون سر آمد دانشمنداں و کاملان روزگار آمدہ و بہر علم کتابہا تالیف فرمودہ و در علم پارسی ایں کتاب فرہنگ رفعت کہ مسمی بہ ہفت قلزم است موجے از دریائے فطنت اوست. سوائے از طرز قدما بیست رعایت دیگر در شش قلزم بکار رفتہ کہ کاملانِ این فن حیراند و تا حال از مصنفانِ متقدمین و متوسطین و متاخرین چنیں کتاب تالیف نہ شد کہ از خواندنِ آں عالم علم پارسی می گردد و در قلزم ہفتم چناں اعجاز فرمودہ اند کہ از معلومات آں عالم علم پارسی می شود و از باعث وفورِ قدر و منزلت کہ بدل گے گلزار می دہند. و عوض سخنے صلۂ کتاب می بخشند. چنداں صاحب فضل و کمال جمع شدہ اند کہ صاحب کمالانِ ہفت اقلیم بہ عشرِ عشیر آں نتواند رسید. و از دُر ریزی و زر پاشی اش چناں معلوم می شود کہ ہمہ صاحب کمالاتِ عالم آستانۂ دولت خانۂ مبارک منزل را قبلۂ مراد دانستہ، خود را دریں جا خواہند رسانید و کسے صاحبِ کمال در اقلیمے برائے نام باقی نہ خواہد ماند.

می گویند شہر غزنین در عہد سلطان ناصرالدین و سلطان محمود سبکتگین ہزار مدرسہ داشت بے شائبۂ تکلف درین شہر اگر شمار کنند زیادہ تر ازاں خواہد بود. و سلطان حسین بہ ہزاراں سعی و جہد یک صد و چہاردہ شاعر در شہر خویش یک جا کردہ، بے غائلۂ ریب در ایں جا اگر شمار می رود زیادہ تر ازاں در یک محلہ خواہند بود. و سلطان ابراہیم عادل شاہ مبلغ نمایاں خرچ کردہ از اہل

Scanned with CamScanner

رود و سرود گل نہ صد تن از اناث و ذکور بہم رسانیدہ کہ در لنورس پور مسکن گزیدند و دریں شہر در یک محلہ گرد و بیش فرنگی محل اگر شمارند، زیادہ تر ازاں برآیند۔ و بہ ہمیں آئین حساب جمیع ہنر پیشگاں باید کرد۔

حضرت ظل سبحانی درہم علم و فضل و کمالِ طاق و در نیک ذاتی و فیض بخشی شہرۂ آفاق در خوش خوئی و خوش خلقی بے ہمتا و در نیک نہادی۔ و نیک نامی یکتا از فرطِ عقل و دانش روشن ضمیر بہ علوِ فطرت و فراست عدیم النظیر بہ نسق امور جہانبانی فلاطون اندیشہ و بانتظام مہام مملکت ارسطو پیشہ بداد و دہش بے محابا و بہ بخشش و بخشائیش حاتم آسا در خدا جوئی و خدا طلبی درویش کردار و در شجاعت و دلاوری بہ از رستم و اسفندیار ؎

نہ در عہدش کسے جز عشق غماز
بہ دورش کس نہ زندانی بجز راز

ز دست او کہ در بخشش علم شد
درم جز پشت ماہی جمع کم شد

چناں آراست گیتی را بہ احساں
کہ نہ نماید کسے دل خستہ جز کاں

کنون عالم چناں خوش می کند زیست
کہ کس جز طفل در زنداں نہ بگریست

نہ گویم ذاتِ او پروردگار است
خلافِ او خلاف کردگار است

خدا چوں خود نیارد آفریدن
ز مثل خود کنی در دم کشیدن

نہ ماندہ در جہاں محتاج سگ کس
بجز کودک بہ شیر مادر و بس

فہرست کتاب فرہنگ رفعت

کہ مسمی بہ ہفت قلزم است۔ قلزم اول کہ جلد اول است، مشتمل بر چہار بحر و یک نہر کہ کنایہ است از بیان لغات حروف ہمزۂ ممدودہ و مقصودہ یا حروف تہجی و بائے تازی و پارسی و مثناۃ فوقانی و ثائے مثلثہ و آں محتویست بر نود و دو چشمہ دیازدہ جوئے و آں نیز محتویست بر پنج ہزار و ہشت صد لغت و کنایت۔

Scanned with CamScanner

قلزم دوم کہ جلد دوم است۔ مشتمل بر پنج بحر و یک نہر کہ کنایہ است۔ از بیان لغات جیم تازی و پارسی و جائے حطّی و خائے تخذ و دال مہملہ و ذال معجمہ و پنج بحر و یک نہر محتوی است، بر یک صد و ہفت چشمہ و آں محتولیست بر چہار ہزار و یک صد و ہفت لغت و کنایت

قلزم سوم۔ کہ جلد سوم مشتمل است بر چہار بحر و یک نہر کہ کنایہ از بیان لغات حروف رائے مہملہ و زائے تازی و پارسی و سین و شین مہملہ و معجمہ و آں محتوی است بر نود و یک چشمہ و یازدہ جوئے و آں نیز محتولیست بر چہار ہزار و یک صد و چہل و ہفت لغت و کنایت۔

قلزم چہارم۔ کہ جلد چہارم است، مشتمل بر شش بحر و سہ نہر کہ کفایت است از بیان لغات حروف صاد مہملہ و معجمہ و طائے حطّی، و ضطلغ و عین بے نقطہ و منقوط و فا و قاف و کاف و آں شش بحر و سہ نہر محتوی است بر سہ ہزار و نہصد و ہفت دہ لغت و کنایت۔

قلزم پنجم۔ کہ جلد پنجم است۔ مشتمل بر سہ بحر کہ کنایت از بیان لغات کاف پارسی با حروف تہجی و لام و میم و آں محتوی است بر شصت و شش چشمہ و آں نیز محتوی است بر دو ہزار و پنج صد و پنج لغت و کنایت۔

قلزم ششم۔ کہ جلد ششم است مشتمل بر چہار بحر کہ کنایت است از بیان لغات نون و واو و ہائے مدورہ و مثناۃ تحتانی و آں چہار بحر محتوی است بر ہشتاد و یک چشمہ و آں نیز محتوی است بر دو ہزار و دو صد و ی لغت و کنایت۔

قلزم ہفتم۔ کہ جلد ہفتم است مشتمل بر شش بحر کہ کنایہ از بیان حروف تہجی و صرف پارسی و اقسام نظم و نثر و صنائع لفظی و معنوی و صنائع مرکبات کہ آں را غایت پارسی ہم نامند و بیان علم عروض و قافیہ وغیرہ۔

بحر اوّل۔ قلزم ہفتم از کتاب ہفت قلزم در بیان حروف تہجی وغیرہ و آں مشتمل بر بست و ہشت معبر و ہفت ساحل و سیزدہ پایاب و بست و ہشت معبر مطوی است در بیان بست و ہشت حروف تہجی و آں نیز مطوی است بر دو صد و ہشتاد و چہار زورق۔

ساحل اول۔ دربیان زبان پارسی کہ ہفت است۔ ساحل دوم۔ دربیان چگونگی زبان فارسی۔ ساحل سوم دربیان تعداد حروف تہجی۔ ساحل چہارم۔ علامتِ شناخت حروفی کہ در رسم خط با یکدیگر مشابہت دارند۔ ساحل پنجم۔ دربیان حرکاتِ حروف۔ ساحل ششم۔ دربیانِ شناخت ہمزہ والف، ساحل ہفتم۔ دربیان معنی حروف تہجی۔

پایاب اول۔ دربیان ضمائر۔ پایاب دوم۔ دربیان حروف مرکبات۔ پایاب سوم۔ دربیان حروف مرکب داخلی کہ حسن وزینت کلام را آرند۔ پایاب چہارم دربیان کلماتی کہ معنی خداوند کند۔ پایاب پنجم۔ دربیان الفاظی کہ معنی فاعل کند۔ پایاب ششم دربیان الفاظی کہ معنی انبوہی وبسیاری کند۔ پایاب ہفتم۔ دربیان کلماتی کہ معنی مانند کند۔ پایاب ہشتم۔ دربیان الفاظی کہ معنی لیاقت کند۔ پایاب نہم۔ دربیان الفاظی کہ معنیِ محافظت۔ پایاب دہم۔ دربیان الفاظی کہ برائے اِتصاف آید۔ پایاب یازدہم۔ دربیان حروفے کہ معنی نسبت کند۔ پایاب دوازدہم۔ دربیان اضافت۔ پایاب سیزدہم۔ دربیان جمع ذی روح وغیر ذی روح وامثال آن۔

بحر دوم از قلزم ہفتم۔ دربیان حرف پارسی وآں مشتمل است بر ہفت آبگیر۔ آبگیر اوّل در تعریف علم صرف واقسام مصادر کہ معروف ومجہول وحاصل بالمصدر معروف وحاصل بالمصدر مجہول ومصدر الفاعل ومصدر اللمفعول واقسام مصدر معروف کہ جبلی واصلی است واقسام اصل کہ متعدی ولازمی است ومشترک وبیان اقسامِ ماضی۔ آبگیر دوم۔ دربیان مضارع ذی تا۔ آبگیر سوم وچہارم۔ دربیان امر ونہی۔ آبگیر پنجم۔ دربیان اسم فاعل واسم مفعول۔ آبگیر ہفتم وہشتم۔ دربیان قاعدۂ کلیہ ودیگر قاعدہ ہا۔

بحر سوم از قلزم ہفتم۔ من کتاب ہفت قلزم وآں مشتمل است بر یازدہ رُود کہ کیفیت از بیان اقسام نثر کہ مسجع ومقفیٰ وعاری است۔ واقسام نظم کہ غزل وقصیدہ وتشبیب وقطعہ ورباعی وفرد ومثنوی وترجیع بند، وترکیب بند ومستزاد ومسمط باشد۔

بحر چہارم از قلزم ہفتم۔ من کتاب ہفت قلزم وآں مشتمل است بر ۳ جہاز۔

جہاز اول ۔ در بیان صنایع لفظی و آں مشتمل است بر پنجاہ و نہ لنگر ۔ جہاز دوم ۔ در بیان صنائع معنوی و آں مشتمل است بر چہل و ہفت لنگر ۔ و جہاز سوم ۔ در بیان مرکبات و آں را غایت پارسی ہم نامیدہ اند و آں مشتمل است بر پنج بادبان ۔

بحر پنجم از قلزم ہفتم ۔ من کتاب ہفت قلزم ۔ در بیان علم عروض و آں مشتمل است بر ی ۔

موجہ ۔ موجۂ اول ۔ در تعریف شعر و علم عروض ۔ مروجہ دوم ۔ در بیانِ سنجیدنِ شعر و بیان حروفی کہ ملفوظِ غیر مکتوب اند ۔ موجۂ سوم ۔ در بیان الف و واؤ ہا ۔ موجۂ چہارم ۔ در بیان نون ساکن موجۂ پنجم ۔ در بیان اجزائے میزان بیت کہ سبب و وتد و فاصلہ است ۔ موجۂ ششم ۔ در بیان وجہِ تسمیۂ بیت و اجزائے آں ۔ موجۂ ہفتم ۔ در بیان ارکانِ اصلی بحور ۔ موجۂ ہشتم ۔ در بیان وجۂ تسمیۂ مصرع و اجزائے آں صدر و عروض و ابتدا و ضرب باشد ۔ موجۂ نہم ۔ در بیان رکنِ سالم ۔ موجۂ دہم ۔ در بیان بحر ہزج ۔ موجۂ یازدہم ۔ در بیان بحر رجز ۔ موجۂ دوازدہم ۔ در بیان بحرِ رمل و فک ۔ ایں ہر سہ بحور و دائرہ آں ۔ موجۂ سیزدہم ۔ در بیان بحرِ منسرح ۔ موجۂ چہاردہم در بیان بحرِ مضارع ۔ موجۂ پانزدہم ۔ در بیان بحرِ مقتضب ۔ موجۂ شانزدہم ۔ در بیان بحرِ مجتث موجۂ ہفدہم ۔ در بیان بحر سریع ۔ موجۂ ہیزدہم در بیان بحرِ جدید ۔ موجۂ نوزدہم ۔ در بیان بحرِ قریب ۔ موجۂ بستم ۔ در بیان بحر خفیف و فک ، ایں ہر شش بحور و دائرہ آں ۔ موجۂ بست و یکم ۔ در بیان بحر متشاکل ۔ موجۂ بست و دوم ۔ در بیان بحرِ متقارب ۔ موجۂ بست و سوم ۔ در بیان بحر متدارک و فک ۔ ایں ہر دو بحور ۔ موجۂ بست و چہارم ۔ در بیان بحر طویل ۔ موجۂ بست و پنجم در بیان بحر مدیدہ ۔ موجۂ بست و ششم در بیان بحر بسیط و فک ۔ ایں ہر سہ بحور و دائرہ آں ۔ موجۂ بست و ہفتم ۔ در بیان بحر وافر ۔ موجۂ بست و ہشتم ، در بیان بحر کامل و فک ۔ ایں ہر دو بحور و دائرہ آں ۔ موجۂ بست و نہم ۔ در بیان اوزان رباعی و شجرۂ اخرب و شجرۂ اخرم وغیرہ ۔

بحر ششم ۔ در تقطیع قافیہ و متعلقات وے و آں مشتمل است بر بست و چہار[24] سفینہ ۔

ایں کتاب فرہنگ رفعت کہ مسمی بہ ہفت قلزم است بروز جمعہ بتاریخ دوم شہر محرم الحرام سنہ ۱۲۲۹ یک ہزار و دو صد و بست و نہ ہجری شروع شدہ بروز پنجشنبہ غرۂ ذی الحجہ سنہ ۱۲۳۰ یک ہزار و دو صد و سی ہجری (۱۲۳۰ھ) باتمام رسیدہ برائے تاریخ آغاز و انجام کتاب متردد و متفکر بودم۔ حضرت ظل سبحانی یعنی مولف ایں کتاب خلد اللہ ملکہ از فراست دریافتہ بدیہہ ایں دو فقرہ از زبان معجز بیان ارشاد فرمودند۔

"فرہنگ رفعت دایما بجہاں باد" و "ہفت قلزم چوں قلزم بجہانے مراد دہ باد"

چوں حساب کردم[۲۹] از فقرۂ اول[۱۲] تاریخ آغاز و از فقرۂ[۳۰] ثانی تاریخ انجام کتاب[۱] بر[۲] آمد۔ ایں از اعجاز است"

دیباچۂ قبول محمد کے بعد اسی صفحہ ۸ میں لغت کا آغاز حرف ا (آ) سے ہوتا ہے۔ یہاں ا سے مراد آ ہے۔ فرہنگ اس طرح ہے۔ "آب آذر آسا"۔ بفتح اول و سکون ثانی و کسر موحدہ تحتانی و فتح چہارم و سکون پنجم و فتح و ضم و ششم و رائے مہملہ زدہ و فتح ہمزہ و سکون الف و سین سعفص بالف کشیدہ۔ کنایہ از شراب لعلی و اشک خونین عاشقان و غم دیدگان باشد مصرع

چو تو آب آذر آسانہ دہی آذر انتم

جلد اول "ثلج چینی" الفاظ کے معانی پر ختم ہوتی ہے۔ "ثلج چینی۔ بفتح اول و سکون لام و جیم و چینی معلوم یعنی نمک چینی۔ و آں سنگے سفید باشد کہ بجہت جلائے چشم در سرمہ بکار برند۔ بعضے گویند شورہ است"

جلد اول صفحہ ۲۵۴ میں ختم ہوتی ہے۔ آخر میں خاتمۃ الطبع کی عبارت درج ذیل ہے۔

"للہ الحمد کہ جلد اول از کتاب فرہنگ رفعت مسمّٰی بہ ہفت قلزم
است بتاریخ پانزدہم شہر محرم الحرام سنہ یک ہزار و دو صد و سی
و شش ہجری در دار السلطنت لکھنو بقالب طبع در آمد۔"

اس کے بعد ڈھائی صفحات میں "تصحیح اغلاط لغات جلد اول از ہفت قلزم کہ در طبع واقع شدند"

کے تحت ۶۹ غلط الفاظ درست کئے گئے ہیں۔

ہفت قلزم جلد دوم ۔ کل صفحات ۲۴۳، آخری صفحہ (۲۴۳) میں ۱۲ الفاظ کا تصیح نامہ ہے۔ ابتدا میں صفحہ اول خالی ہے۔ لغت صفحہ ۲ سے شروع ہوتا ہے۔ تمہید میں قبول محمد کا دیباچہ ہے۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ البتہ لکھا ہے کہ:۔

"چوں جلد اول از کتاب فرہنگ رفعت مرتب ومدون شدہ، بتاریخ غرۂ جمادی الاولیٰ سنہ یکہزار و دوصد و لبست و نہ ہجری از دولت خانۂ مبارک منزل کہ ہر قصرش زیباتر از قصر قیصری نماید۔۔۔۔ از نظر کیمیا اثر۔ مولف ایں کتاب ۔۔۔۔۔ ابوالمظفر معزالدین شاہِ زمن غازی الدین حیدر۔۔۔ گزشتہ پسند فرمود۔ مسودۂ جلد دوم از عرش اشتباہ فرمان قضا جریاں بصدور پیوست کہ جلد دوم مرتب و مدّون نمودہ بنظر جہاں پرورما بگذران ۔ حق تعالیٰ کند کہ جلد درست شدہ از نظر گزشتہ پسند خاطر قلزم مقاطر افتد"۔

جلد دوم لفظ "ذاتی" پر صفحہ ۲۴۲ میں ختم ہوتی ہے۔ اسی صفحے میں خاتمہ کی عبارت بھی ہے:۔

"جلد دوم از کتاب فرہنگ رفعت مسمی بہ ہفت قلزم بتاریخ ہشردہم ماہ شعبان المبارک سنہ یکہزار و دو صد و سی و شش ہجری در دارالسلطنت لکھنو لقالب طبع در آمد"

ہفت قلزم جلد سوم ۔ کل صفحات ۲۱۲ ۔ غالباً ناقص الاخر ہے۔ خاتمۃ الطبع درج نہیں ہے۔ لغت صفحہ ۳ سے لفظ "راستا" سے شروع ہوتا ہے۔ آخری لفظ "شب خیزک" ہے۔ قبول محمد دیباچہ کے ص۲ میں لکھتے ہیں:۔

"ایں ہیچ مدان ذرہ احقر بلکہ از ذرہ ہم کمتر، مجرم بے حد، قبول محمد چوں جلد دوم از کتاب فرہنگ رفعت کہ مسمی بہ ہفت قلزم است مرتب

کردہ بتاریخ چہاردہم شعبان سنہ یکہزار و دو صد و لبست و نہ ہجری بنظر جہاں پر کیمیا اثر، مولف کتاب .... مولانا ابوالظفر معزالدین شاہ زمن غازی الدین حیدر پادشاہ..... درآوردہ پسند فرمودہ۔ بسودۂ جلد سوم کتاب مذکور از پیش گاہ سپہر اشتباہ عنایت شدہ و فرمان یافت کہ جلد سوم ہم درست نمودہ از نظر ما بدولت گزران۔ ایں فقیر حقیر الامر فوق الادب کار لبست۔ واہب بے چوں فضل خود نماید کہ جلد سوم ہم بایں شائستہ مرتب شدہ"۔

ہفت قلزم جلد چہارم۔ کل صفحات۔ ۱۷۹۔ صفحہ ۲ سے "صاحب" سے شروع ہو کر صفحہ ۱۷۹ میں "کیخسروی" جلد ختم ہوتی ہے۔ اس کے دیباچے میں درج ہے کہ یہ جلد غرہ شوال سنہ ۱۲۲۹ ہجری کو مرتب ہوئی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

"مسودۂ جلد چہارم کہ خود بہ نفس نفیس از عبارت رنگین و مضامین متین تحریر فرمودہ بودند عنایت شدہ و حکم جہاں مطاع بیضا شعاع از پیش گاہ عرش اشتباہ بصدور پیوست کہ جلد ایں جلد راہم مرتب نمودہ بنظر ما بدولت درآر۔ حق تعالیٰ فضل خود نماید کہ ایں آئین خوب و طرز مرغوب مرتب شدہ بنظر اکسیر اثر درآمد۔ پسند افتد"۔

خاتمہ۔ "للہ الحمد کہ جلد چہارم از کتاب فرہنگ رفعت مسمی بہ ہفت قلزم بتاریخ پانزدہم جمادی الاولیٰ سنہ یک ہزار و دو صد و سی و ہفت ہجری در دارالسلطنت لکھنو بقالب طبع درآمد"۔

ہفت قلزم جلد پنجم۔ کل صفحات ۱۸۰۔ یہ جلد "گاہ" سے شروع ہو کر "میلی" پر ختم ہوتی ہے۔ صفحہ ۲ میں مرتب قبول محمد لکھتے ہیں کہ :۔

"خاکسار ذرۂ بے مقدار ..... مجرم بے حد قبول محمد چوں جلد چہارم از نسخ

فرہنگ رفعت کہ مسمی بہ ہفت قلزم است بتاریخ پانزدہم محرم سنہ یکہزار و دو صد و سی و ہفت ہجری بنظر مولف کتاب یعنی... غازی الدین حیدر بادشاہ.... در آمد و منظور نظر ہمایوں گشت۔ مسودۂ جلد پنجم کتاب مذکور از قلمدان الطاف عنایت شدہ و برائے ترتیب آں از پیش گاہ فلک اشتباہ قضا تو رم جہاں مطاع عالم مطیع کالوحی من السماء عز ایراد و شرف نفاذ یافت کہ جلد پنجم را ہم ترتیب دادہ و صاف کردہ از نظر ما بدولت در آر۔ ایں ذرہ واز سراپا انکسار نادان ہیچمدان اگرچہ لیاقت انشاپردازی ندارد ولیکن امتثال فرمان قضا جریان لازم دانستہ بترتیب آں مشغول شد۔ پروردگار عالمیان کہ خالق کون و مکان است، چناں افضال خود نماید کہ جلد پنجم ہم بہ آئین خوب و طریق مرغوب مرتب شدہ، بساعت نیک از نظر کیمیا اثر جہاں پرور گزشتہ پسند افتد"۔

خاتمہ۔ "للہ الحمد کہ جلد پنجم از کتاب فرہنگ رفعت مسمی بہ ہفت قلزم بتاریخ دو ازدہم ماہ شعبان سنہ یکہزار و دو صد و سی و ہفت ہجری در دار السلطنت لکھنو بقالب طبع در آمد"۔

ہفت قلزم جلد ششم۔ کل صفحات ۱۶۱۔ جلد صفحہ ۲ سے "نا" سے شروع ہو کر صفحہ ۱۵۶ میں "یحییٰ برمکی" پر ختم ہوتی ہے۔ اس کے بعد ص ۱۶۱ تک "لغات متفرقات" درج ہیں۔ پھر خاتمہ ہے:

"للہ الحمد کہ جلد ششم از کتاب فرہنگ رفعت مسمی بہ ہفت قلزم بتاریخ نہم شہر شوال سنہ یکہزار و دو صد و سی و ہفت، ہجری در دار السلطنت لکھنو بقالب طبع در آمد"۔

ہفت قلزم جلد ہفتم۔ کل صفحات ۲۲۹۔ یہ جلد غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں ایسے دائرے اور نقشے مرتب کیے گئے ہیں کہ لکھنا بہت مشکل ہے۔ جلد میں صنایع بدایع کے

اقسام شرح وبطاے لکھے گئے ہیں۔ قبول محمد کا پورا دیباچہ یہ ہے:۔

"حمد وافر وثنائے متکاثر صانعی راسزاست کہ نوع انسان را از تمامی مخلوقات بصنائع گوناگوں و بدائع بوقلمون آفرید۔

ساختہ دل لطف بے خاکیاں — چار حد باغیچۂ کن فکان
دیدہ ام ایں باغ، پراز رنگ و بو — یک گل رعناست شب و روز او

وصلوات نمایاں وتحیات بے پایاں نثار جناب رسولؐ کہ لولاکَ لَمَا در شانش آمدہ واز جملہ ممکنات برگزیدہ۔

مصطفیٰؐ پادشاہ ہر دوسرا — آفتاب جہان عز و علا
حکمتِ حق چو پخت نان جہاں — بود ذاتش خمیر مایۂ آں

ودرود نا معدود برابن عمّہ داخیہ کہ بہ ذوالفقار جرأت ودلاوری جہاں را از اعدائے دیں پاک گردانید۔ وشکم منافقین از صمصام غضب درید۔ مثنوی ؎

علیؑ آنکہ یزداں علیم وے است — دو عالم دو کفِ کریم وے است

وبرآں امامین کہ یکے دنیا را فانی دانستہ دریاد رب العباد۔ خود را بکنج انزوا کشید۔ ودیگرے برائے بخشایش عاصیانِ امت در دشتِ کربلا شربت شہادت چشید۔ مثنوی ؎

اگر دعوتم رو کنی وا قبول — من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ

صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ ایں ذرّہ بے مقدار، خاکسار سراپا عجز وانکساری نادان از حدو ہیچمدانِ بے عد، قبول محمد۔ واضح رائے دانشورانِ روزگار و عقلائے ہر دیار و فضلائے امصار می گرداند کہ چوں جلد ششم از کتاب فرہنگ رفعت کہ مسمیٰ بہ ہفت قلزم است، روز سہ شنبہ بتاریخ شانزدہم شوال سنہ یکہزار و دو صد و سی ہجری مرتب شدہ از نظر جہاں پرور مولف کتاب سلطانِ گردون، قباب کیواں جناب مشتری ثواب، بہرام عتاب، آفتاب علم مخر خدم، ناہید زیر، عطارد دبیر یعنی حضرت مولانا ابوالمظفر معز الدین شاہ غازی الدین حیدر پادشاہ غازی

ادام اللہ جلالہ و اقبالہ در آمد۔ پسند فرمودہ مسودۂ قلزم ہفتم کہ ما نیست ناپیدا کنار و دریائے
است زخار بے شائبہ تکلف چنیں کتاب تا حال کسے مولف تالیف نہ کردہ و فلک بایں
پیری در ہیچ کتب خانہ نہ دید۔ و عطارد بایں دبیری از گوش شنیدہ از پیش گاہ عرش اشتباہ
عنایت شد و حکم قضا توام بصدور پیوست کہ ما۔ ایں را مرتب کردہ بنظر ما بدولت درآر۔
خدا کند کہ جلد، جلد ہفتم ہم مجلد شد از نظر کیمیا اثر در آید و پسند خاطر قلزم مقاطر شود۔

اے کریمی کہ از عطائے گفت — صاحب آزرا نماندہ نیاز
بخششت چوں شمارے بے انجام — دولست چوں زمانہ بے آغاز
از سخاوت دعائے دولتِ تو — بر خلایق فریضہ شد چو نماز

قطعہ ۱۴ شعر میں ہے۔ اس میں بادشاہ کی درازی عمر کے لئے دعا کی گئی۔

جلد ہفتم واقعی دیکھنے کی چیز ہے۔ پوری کتاب میں علم و عروض اور صنائع لفظی و معنوی میں خوب بحث کی گئی ہے اور وہ وہ گوشے نکالے ہیں جس سے پڑھنے والا چکراتا ہے اور حیرت میں پڑجاتا ہے۔ غرضیکہ علم بیان پر ہم نے آج تک ایسی مفصل کتاب نہیں دیکھی ہے صنائع لفظی و صنائع معنوی کی اقسام بعد میں درج کی جائیںگی۔

صفحہ ۱۱۴ میں ایک دلچسپ رسالہ منقول ہے عنوان یہ ہے۔:

"رسالۂ اظہار ما فی الضمیر کہ مشتمل بر ۱۲۱ ویک میوہ است از مولوی عبدالرحمٰن جامی طریق پیدا کردن مضمر ازیں رسالہ آنست کہ از مربع اول یکے بخاطر ثبت کند و عدد ازاں گیرد و از دوم دو و از سیوم چہار و از چہارم ہشت و از پنجم شانزدہ۔ اگر در یکے باشد بہتر و اگر در دو باشد ہر دو عدد جمع کند۔ پس عدد یکہ از مربعات جمع شود آں عدد را بر سر ہر رباعی کہ پیدا آید مطلب ہماں جا خواہد بود۔"

آخر میں صفحہ ۲۲۸ میں ذیل کا خاتمہ درج ہے۔:

"الحمدللہ والمنۃ کہ ہفت جلد کتاب فرہنگ رفعت کہ مسمی بہ ہفت قلزم از تالیف حضرت جہاں پناہ، سایۂ لطفِ الٰہ، مشتری سعادت، بہرام صولت، آفتاب خصلت، ناہید عشرت، عطارد فطنت، قمر طلعت، سلیماں حشمت، سکندر شوکت، فریدوں عظمت، جمشید لیاقت، کیخسرو زینت، نوشیرواں عدالت، رستم شجاعت، اسپندیار طاقت، حاتم سخاوت، فلاطوں حکمت، ارسطو فطرت اعنی حضرت مولانا ابوالمظفر، معزالدین شاہِ زمن، غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خلداللہ سلطانہ دادام دولتہ واحسانہ باتمام رسید۔ الحق کتابے است کہ تاحال از متقدمین ومتاخرین تصنیف وتالیف نہ شدہ کہ مطالعۂ کنندۂ آں دراندک زمانہ عالم علم پارسی گردد وماہر بر دقائق آں شود۔

روزے بہ تقریبے می فرمودند کہ درروز اکثر از امور مرجوعہ مالی وملکی فراغت گرفتہ وداد ستم رسیدگان ومظلوماں دادہ وحاجت جمیع حاجت منداں برآوردہ بہ تحریر مسودۂ ایں کتاب کہ فیض عام برخاص وعام است از سرِ شام نشستہ، زمانے برخاستہ ایم کہ سپیدۂ صبح دمیدہ تا پادشاہان وملوک راایں قدر شفقت ومرحمت ورعایت براحوال رعایا وتمام عالم نباشد۔ آں راسلطان وملک نہ گویند۔ در تعریف وتوصیف حضرت جہاں پناہ خلداللہ ملکہ اگر کتاب ہا تالیف نمایم تاہم حرفے نہ گفتہ باشم۔ پس ہماں بہتر کہ راہ دعا بہ پیمایم۔ قطعہ ؎

قطعہ میں ۱۱شعر ہیں اس کے بعد لکھا ہے کہ

" ہاتف از غیب بگوشم رسانید کہ درحق ممدوح ایں دعا گو ؎

در سایۂ پناہ تو دولت ہزار سال　　باد ا لبقائے عمر بہ رفعت ہزار سال

مالے ہزار ماہ ہمے صد ہزار روز　　روز رت ہزار ساعت و ساعت ہزار سال

اس کے بعد حساب لگایا گیا ہے جو صد پدم کیا سنکھوں تک پہنچتا ہے ۔ آخر میں قطعۂ تاریخ ہے ۵

چو در غرۂ ذی حجہ اتمام یافت　　بتدبیر محمود و رائے صواب

ارادہ نمودم کہ تاریخ ایں　　نوسیم و گردیم ازو کامیاب

نہ بنمود رو شاہد مقصدم　　نماندیم چندے دریں پیچ و تاب

ز علمِ فراست چو معلوم کرد　　بفرمود سلطان کیواں جناب

قلم گیر د بنویس ایں مصرع ام

"کہ غرہ" است تاریخ ختم کتاب

۱۲۳۰ھ

مضمون لکھتے وقت راقم کے پاس ہفت قلزم کے علاوہ برہان قاطع، فرہنگ رشیدی فرہنگِ جہانگیری، فرہنگ سروری، چراغ ہدایت (مخطوط امیر الدولہ پبلک لائبریری لکھنؤ) بہارِ عجم فرہنگ آنندراج وغیرہ کتب لغات تھیں ۔ جس انداز سے ہفت قلزم میں لغات (الفاظ) کے معنی بسط و شرح کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں وہ تعریف سے باہر ہیں ۔ میری رائے میں یہ تمام لغات میں ممتاز ہے ۔ ذیل میں چند لغات کی شرح من و عن درج کی جاتی ہے ۔

(۱) اسکندر (جلد اول صہ ۴۴) سِکندر، بکسر اول و سکونِ سین مہملہ و فتح کاف و سکونِ نون و فتح دال مہملہ و رائے قرشت زدہ نام بادشاہے است کہ عالم گیر شدہ ۔ گویند دختر زادہ فیلقوس است و پدرش داراب نام داشت و چوں داراب دختر فیلقوس را بہ سبب گندہ دہن پیش فیلقوس فرستاد ۔ دختر از دارا ب حاملہ بود ۔ اظہار نہ می کرد تا بوئے دہن اورا با سکندر روس کہ آں را بفارسی سیر گویند و علاج کردند ۔ بعد ازاں فرزند بوجود آمد ۔ اورا سکندر نام نہادند ۔ نام مادر او ناہید بود ۔ و بعضے برانند کہ فیلقوس بہ شکار رفتہ بود، گذرش در ویرانۂ

افتاد، درآنجا مادرِ سکندر را که زن زاہدے بود دید۔ کہ بادشاہ مردہ است فیلقوس سکندر را آوردہ، چوں فرزنداں پرورش کردہ ولی عہد خود گرداند گویند کہ ایں پسرِ فیلقوس بود۔ او را ذوالقرنین ازاں جہت گویند کہ دو طرف پیشانی او بلند برآمدہ بود و بعضے گویند کہ اسکندر پیغمبر شد۔

(۲) بُلغار (جلد اول صفحہ ۱۶۵) بلغار۔ بضم اول و سکون و غین منقوطہ بالف کشیدہ ورائے قرشت زدہ۔ نام شہرے است نزدیک بظلمات در زمان سکندر بنا شدہ۔ ہوایش بغایت سرد می شد و طوطی دراں شہر زندہ نمی ماند۔ اصل بلغار بن غار بود۔ نون را بلام بدل کردند۔ چوں اسکندر بظلمات رفت بُنگاہ و لشکر را آنجا نگاہداشتہ۔ و نیز نام ولایتے کہ بلغار یکے از شہر ہائے اوست و پوستہائے خوشبو و رنگین و موجدار را نیز گویند و آنرا تلاتین ہم نامند۔ مشہور آنست کہ رنگ و بوئے آں طلوع سہیل است و در فرہنگے بدیدن آمدہ و دود چوبے می دہند۔ رنگینی و خوشبو ازاں می شود۔"

(۳) بہرام (صفحہ ۱۹۶ جلد اول) "بہرام۔ بفتح اول و سکون ہائے مدورہ۔ بہرام گور می گفتند و وجہ تسمیہ او در ذ بہرام گور گزشت و بوجہ دیگر آنست کہ بیک تیر پائے گور با گوش میدوختی و بعضے گویند و اکثر النکار گور کردے۔ ازاں سبب ایں لقب یافت و او پسر یزدجرد اثیم بود۔ گویند مدت چہار سال در ملک او کسے نہ مرد۔ و نیز نام سر لشکر ہرمز نوشیرواں کہ او را بہرام چوبین بسبب لاغری و خشکی اندام می گفتند۔ و نام فرشتہ الیست کہ محافظت مردم مسافر حوالہ بدوست و امور و مصالحے کہ در روز بہرام واقع می شود بدو تعلق دارد و نام ستارۂ مریخ ہم ہست کہ مکان او آسمان پنجم است و اقلیم سوم از منسوبات اوست و بہ معنی گل کاجیرہ ہم بنظر آمدہ و بتازی عصفر خوانند۔"

(۴) بیژن۔ "بکسر اول و مثناۃ تحتانی مجہول رسیدہ و فتح رائے پارسی و نون زدہ بمعنی بیجن است کہ پسر گیو و خواہر زادۂ رستم باشد۔ لیکن بدختر زادہ شہرت دارد۔ گویند بر منیژہ دختر

افراسیاب عاشق بود۔ افراسیاب خبردار شدہ اور ادر خانۂ منیژہ گرفتہ و در چاہے محبوس کرد۔ تمام روز منیژہ گریہ کردی و چیزے کہ یافتی براہ سوراخے درون چاہ برائے خوردن او رسانیدی۔ بعد ازاں رستم خبر یافت بصورت سوداگراں با ہفت پہلوان دیگر رفتہ او ر نجات دادہ"۔

(۵) بیستون:۔ "بکسر اول بہ مثناۃ تحتانی مجہول رسیدہ و کسر سین مہملہ و مثناۃ فوقانی بواو رسیدہ و نون زدہ۔ نام کوہے است مشہور کہ پرویز فرہاد را بکندن آں کوہ مامور گردانید۔ در ادارۃ مذکور است کہ فرہاد بفرمودۂ شیریں آں را می کند و در کندیدنِ آں کوہ انگند و ہلاک شد۔ و بعضے بر آنند کہ تیشہ بر سر خود زدہ خود را ہلاک ساخت۔ و در فرہنگے بدیدن آمدہ کہ شیریں چوں شنید کہ فرہاد مرد او ہم بہ بہانۂ دیدن کوہ آمدہ خود را ازاں جا انگند و جاں داد۔ و بعضے گویند چوں خسرو شنید کہ شیریں مرد او ہم خود را از آں جا انگند و جاں داد۔ اما ایں روایت مخالف شیریں خسروِ خواجہ نظامی رحمتہ علیہ است کہ شیریں خود را بتربت خسرو کشتہ۔ و معنی ترکیبی آں بے عماد است و کنایہ از آسماں نیز آمدہ"۔

بہار عجم حصہ اول ص۱۷۱ اور برہان قاطع (جلد اول) میں یہ لفظ (بیستوں) بالترتیب اس طرح درج ہوا ہے۔ نام کوہے معروف۔ نام کوہے است مشہور کہ فرہاد بفرمودۂ شیریں آں را می کند و کنایہ از آسماں۔

(۶) بلیبان (ہفت قلزم) "بفتح اول و سکون لام و مثناۃ تحتانی بالف کشیدہ و نون زدہ نام قریہ است از ولایت گازروں، آنجا محل و مرقد اولیا اللہ بسیار است۔ و در فرہنگے بدیدن آمدہ کہ نام خضر علیہ السلام بنا کردہ و منسوب بنام نامی خود ساختہ"۔

(۷) رشک (جلد سوم ص۱۲) "بفتح اول و شین منقوطہ و کاف زدہ بمعنی غیرت و حسد آمدہ و نیز غیرت و حسد کہ آمدہ و نیز غیرت و حسد کہ محب را بر محبوب بود و بمعنی غیور و عجب و تکبر ہم آمدہ و نیز گرمی باشد کہ بتازی آں را صواب گویند و بظم رائے مہملہ بمعنی عقرب و کژدم آمدہ و بکسر رائے مہملہ بمعنی سپش آمدہ و چرک و ریم و پژمردگی را نیز گفتہ اند۔ و راست

استاده را نیز گویند و بمعنی شخص ریش بزرگ و لحیانی هم بدیدن آمده".

۸) رنگ (جلد ۲ صفحه ۲۲) "بفتح اول و نون و کاف پارسی زده. سی و سه[۳۳] معنی دارد.
اول[۱] بز کوهی و گاو دشتی را گویند. و معنی نخچیر هم بدیدن آمده. دوم[۲] بمعنی مکر و حیله و دغا آمده.
سوم[۳]. معنی خجالت و شرمندگی هم دیده شد. چهارم[۴] خال و نقطه سیاهی که جائی گزارند. پنجم[۵].
شیرین کاری یعنی مصدر خوب فعل شدن. ششم[۶]. شرم و حیا. هفتم[۷]. ناراستی و خیانت. هشتم[۸]
خشم با خجالت آمیخته. نهم[۹]. جلاجل دائره. دهم[۱۰] کنایه از اخذ و جز آمده. چنانکه کسے را کسے توقع
دارد. گویند رنگے بر و نداری. یعنی اخذ و جرے نمی توانی کرد. یازدهم[۱۱]. شخصے احوال آمده که
یک را دو بیند و دوازدهم[۱۲]. بمعنی بد آمده که نقیض خوب است. سیزدهم[۱۳]. قمار و حاصل قمار
چهاردهم[۱۴]. زر و سیم و زردی. پانزدهم[۱۵]. مایۂ اندک و قلیل. شانزدهم[۱۶]. رواج و رونق کار.
هفدهم[۱۷]. خون را گویند که عربی دم خوانند. هیژدهم[۱۸]. خوشی و خوش حالی و تندرستی. نوزدهم[۱۹]. رستن
و روئیدن باشد چه خودرنگ بمعنی خودرو و رنگیدن بمعنی روئیدن بود. بستم[۲۰]. مثل و مانند و شبیه و
نظیر را گویند. بیست و یکم[۲۱]. ژنده که درویشان پوشند. بیست و دوم[۲۲]. بمعنی طرز و روش و سیرت
و قاعده و قانون آمده. بیست و سوم[۲۳]. مال و زر و اسباب را گویند. بیست و چهارم[۲۴]. بمعنی نفع
و فائده باشد. بیست و پنجم[۲۵]. شتر قوی که از بهر نتاج نگاهدارند. بیست و ششم[۲۶]. بمعنی روح و
جان آمده. بیست و هفتم[۲۷]. بمعنی زور و قوت و توانائی آمده. بیست و هشتم[۲۸]. بمعنی عیب و
عار دیده شد. بیست و نهم[۲۹]. بمعنی حصه و نصیب و قسمت از نظر گزشته. سی ام[۳۰]. بمعنی محنت و
آزار و رنج آمده. سی و یکم[۳۱]. که بتازی آں را لون گویند، معروف است. سی و دوم[۳۲]. معنی خداوند
و والی و صاحب آمده. سی و سوم[۳۳]. بمعنی خوبی و لطافت آمده".

۹) ساماں (جلد سوم ص۱۴۸) "بفتح اول، بالف کشیده و میم بالف کشیده و نون زده بمعنی
ترتیب و اسباب و آرایش و بمعنی ساختن چیزها و ساختن کارها و انتظام و رواج باشد و بمعنی میسر
هم آمده. چنانکه هرگاه گویند ساماں شد مراد آں باشد، میسر شد و بفعل آمد و آنچه بداں کارد

Scanned with CamScanner

وتیغ واشال آں تیز کنند. آں را فسان گویند و نام شخصے است کہ آں ساماں کہ بادشاہ سامانیاں اند بدو منسوب اند و بمعنی نشانہ و اندازہ ہم آمدہ و آرام و سکون و قرار را نیز گویند و بمعنی ظرف و کنارہ و حد ہم از نظر گزشتہ و نشانہ گاہ مرز را نیز گویند و آں بلندیہائے کنارِ زمین ہموار یست کہ زراعت کردہ باشند۔

(۱۰) سوسن (ص ۱۶) بفتح اول بواؤ مجہول رسیدہ و فتح سین مہملہ و نون زدہ گلے است معروف کہ برگ او را بزبان تشبیہ کنند۔ و آں را سوسنِ دہ زبان ہم گویند و آں چہار قسم می باشد۔ یکے سفید و آں را آزادی گویند۔ دہ زبان دارد و دیگرے کبود و سفیدی باشد و آنرا سوسن ازرق می خوانند و دیگرے زرد و آنرا سوسن خطائی نامند و چہارم الوان می شود و آنرا زرد و کبود و سفیدی باشد و آں را سوسن آسمان گوں ہم می گویند و ایں چہار قسم صحرائی و بوستانی می شود و نام درخت چلغوزہ ہم ہست و آنرا بتازی (لعربی) صنوبر الکبار خوانند و ثمران چلغوزہ باشد و آنرا در تازی حب الصنوبر الکبار گویند۔

(۱۱) غول (جلد چہارم ص ۳۵) "بضم اول بواؤ مجہول رسیدہ و لام زدہ بمعنی مردم حرام زادہ آمدہ و دو طفل را نیز گویند کہ از مادر تواماں زایند۔ یعنی باہم از یک شکم زایند باشند و بمعنی گوش ہم آمدہ کہ بتازی اذن گویند و تخمی است کہ آں را اسپ غول گویند۔ بجہت آنکہ برگ آں بگوش اسپ می ماند و جائے باشد کہ در دامن کوہ و صحرا یا بکنند و بسازند تا گوسپنداں و گاؤاں و دیگر ستوراں و چہار پایاں در آنجا باشند و آں را بتازی غار خوانند و بواؤ معروف در تازی نوعے از جن و دیو است کہ در شعاب کوہ ہا و جائے دور از آبادانی باشند۔ زہر شکل کہ می خواہند برمی آیند و بصورت آدمی شدہ مردم را از راہ می برند"

(۱۲) بکشمر (ص ۱۱) بکسر اول و شین منقوط و فتح میم و رائے قرشت زدہ۔ نام قریہ است از ولایت ترشیز من جملۂ خراسان و آں را کاشمر بروزن کاشغر نیز گویند۔ و زردشت دو درخت سرو را بطالع سعد نشاندہ بود یکے را در ہمین قریہ و دیگرے را در قریہ فارمد کہ از قرائے طوس است۔

Scanned with CamScanner

وشرح ولبطا آں در لغت کاشمر مسطور شد۔ ونام شہرے۔ ہم ہست از ترکستان منسوب بہ خوباں۔

(۱۳) کاشمر (صفحہ ۱۱۳) اول با الف کشیدہ وسکون شین منقوطہ وفتح میم ورائے قرشت زدہ۔ نام شہرلیست در ترکستان منسوب بہ خوبصورتان۔ ونام قریہ ہم ہست از ولایت ترشیز من اعمال خراسان گویند کہ زردشت دو درخت سرو لبطالع سعد نشانیدہ بود۔ یکے را در ہمین قریہ کہ کاشمر باشد و دیگرے را در قریہ فارمد کہ از جملہ قرائے طوس است من اعمال خراسان وزعم مجوس آنست کہ زردشت دو شاخ سرو از بہشت آورد۔ ایں دو موضع کاشت و متوکل عباسی ہنگام عمارت جعفریہ حکمے بہ طاہر بن عبداللہ کہ حاکم خراسان بود نوشت کہ درخت را قطع نماید و تنۂ آں درخت را بر گردول ہا نہادہ و شاخہائے آں را بر شتراں بار کردہ بہ بغداد فرستد۔ جمع از مجوس پنجاہ ہزار دینار می دادند، قبول نہ کرد و آں درخت را انداخت و بوقت افتادن آں درخت زمین چناں بہ لرزہ در آمد کہ لکاریزہا و بناہائے آں حدود خللے عظیم راہ یافت گویند از عمر آں درخت یک ہزار و چہار صد و پنجاہ سال گزشتہ و در تنۂ آں بیست و ہشت تازیانہ بود و در سایۂ آں زیادہ از دو ہزار گاؤ و گوسپند قرار گرفتند و جانوران مختلف الانوع زیادہ از حد و حصر دراں آشیاں داشتند۔ چنانچہ بوقتِ افتادن آں درخت از بسیارے جانوراں روئے آفتاب پوشیدہ گشت و ہوا تاریک شد و شاخہائے آں را بر ہزار و سہ صد شتر بار کردہ بودند و خرچ تنۂ آں درخت تا بہ بغداد پانصد ہزار درم شد۔ چوں یک منزل جعفریہ رسید ہماں شب متوکل عباسی را غلامان او پارہ پارہ کردند۔"

(۱۴) کشمیر (ص ۱۱۶) بفتح اول وسکون شین منقوطہ وکسر میم مثناۃ تحتانی رسیدہ ورائے قرشت زدہ نام شہرلیست مشہور و معروف کہ شال خوب از آنجا آورند و بمعنی کاشمر و کشمر ہم آمدہ و آں قریہ است از ولایت ترشیز"۔

(۱۵) لکھنؤ (جلد پنجم ص) بفتح اول کاف ساکن مخلوط التلفظ بہا و فتح نون وضم ہمزہ بواؤ رسیدہ۔ قصبہ الیست باستانی از ولایت ہندوستان من مضافاتِ اودھ، سابق ازین آبادی کم داشت۔

Scanned with CamScanner

نواب برہان الملک ابوالمنصور خان تبرور در عہد وزارت خود بر لب دریائے گومتی بلند ایوانے مشتمل بر پنج منازل برافراخت و آں را پنج محلہ نام نہاد۔ پس ازاں نواب آصف الدولہ مغفور مکان مطبوع و دلکشا دانستہ طرح اقامت انداخت و بہ آبادی آں توجہ فرمود۔ دولت خانۂ وسیع مشتمل بر عمارتہائے عالی احداث کرد و جامع مسجد و امام باڑہ و پل تعمیر نمود چنانکہ چند سال شہر عظیم آباد شد۔"

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۷۲ء میں جب راقم حروف کو راجہ صاحب محمود آباد، مولانا شبلی نعمانی (ندوہ) لکھنؤ، مظاہر علوم سہارنپور اور دیگر کتب خانوں میں برہان قاطع کے پرانے قلمی اور مطبوعہ نسخے دریافت ہوئے تو اس دوران ٹیک چند بہار کی فرہنگ بہار عجم بھی نظر سے گزری۔ بہار عجم جلد دوم صفحہ ۵۱۲ اور برہان قاطع کے طبع سوم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۸۸ء کے آخر میں ہفت قلزم کی طباعت کا ایک طویل اشتہار شایع ہوا۔ چونکہ اس میں اہم باتیں درج ہیں اس لئے نقل کیا جاتا ہے۔

"کتاب ہفت قلزم ملقب بہ فرہنگ ہفت

"ایک بڑی عمدہ کتاب مبسوط فن لغت فارسی کی ہے کہ جس میں بائیس ہزار سات سو سترہ (۲۲،۷۱۷) لغات و اصطلاحات و استعارات و کنایات، زبان فارسی کی جس جس ترکیب اور جن جن معانی کثیر الوقوع یا نادر الاستعمال کے ساتھ اہل زبان نے اپنے استعمال میں مستعمل کی ہے۔ ان سب کا ذخیرہ بہ ترتیب حروف تہجی با رعایت حرف اول و ثانی و ثالث جیسا کہ منصب اہل لغت کا ہے مذکور ہے۔ نفس الامر میں یہ کتاب بڑی مبسوط و مطول ہے کہ کوئی لفظ کثیر الاستعمال یا نادر الاستعمال ایراد اس کتاب کثیر الفوائد سے فروگزاشت نہیں ہوئی۔ درحقیقت اگر غور کیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ لغت ایک عجب فن لطیف ہے اور اتم المعلوم کہ کلید

کشایش ابواب سب علموں کی ہے۔ لاریب اس نادر علم لغت کی طرف ہر اہل علم صاحب تحقیق کو ہر وقت احتیاج ہے۔ کہ انسان بدون قسمت و تحقیقِ الفاظ کے ہر مطلب عبارت کا سمجھنے میں محتاج ہے۔ یہ کتاب جامع لغات بہت مشہور عالم پسند ہے۔ یہ وہی کتاب ہے کہ جو دیکھنے کو میسر نہیں آتی تھی۔ اور اس خوبی اور اہتمام کے ساتھ تالیف کی گئی کہ سب کتابیں لغات فارسی کی کتاب خانہ شاہی سے فراہم ہو کر باجتماع جم غفیر علمائے نامدار لکھنو مثل مولوی اوحدالدین مرحوم بلگرامی اور مولوی اسماعیل غفور لندنی کہ جن کا تبحر علمی اور معلومات لغت ایک جہاں پر روشن ہے خاص الخاص توجہ اور لنفس نفیس التفات شاہی سے بہ عہد دولت ابوالمظفر معزالدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ بصرف خزانۂ بے شمار سالہا سال کی محنت میں ۱۲۳۷ھ ہجری کو سات جلدیں مرتب ہو کر مطبع سلطانی چھاپہ ٹائپ میں چھپی.....

الحال ایسی جامع کتاب زبان فارسی کی کہ ہندوستان میں کمتر ہے اول جلد سے چھ جلد تک یعنی حروف ہمزہ سے یائے مثناۃ تحتانی تک کا بیان ہے اور جلد ہفتم میں اقسام صنایع و بدایع کا سارے حصۂ کتاب میں مذکور ہے۔ لاریب سوائے امرا کے غربا کو یہ کتاب کب ملتی تھی۔ بعدِ انقلاب زمانہ اور درہمی و برہمی ایک عالم کے جو باقی چند نسخے کہیں رہ گئے تھے وہ جا بجا مثل مال یغما کے متفرق فروخت ہو گئے۔ اب ایسا زمانہ آیا کہ حکم نایابی کتاب نے منہ دکھایا۔ خواہش مندوں کی خواہش روز افزوں تھی اور کتاب نہ ملتی تھی۔ مگر بنظر زیادہ قیمت و افزونی ضخامت کے سوائے اہل مقدور کے متوسط درجے کے لوگ متابل تھے کہ

ہم کو زیادہ مقدور نہیں ہے۔ اس پر طبع کا اصرار تھا۔ آخر الامر مصنف پہلو ہمتی و بلند حوصلگی مالک مطبع نامی جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ کتاب مذکور الصفات کیا خوب طرز پسندیدہ و ہیئت سنجیدہ سے ساتوں جلد ایک جلد میں یکجا ہو کر کس خوبی و عمدگی سے خوشخط چھپنا شروع ہوئی اور لطف یہ ہے کہ ہر لغت قلم جلی ممتاز سے شروع سطر سے ہے کہ جس کا نکالنا ناظرین کو بہت آسان ہے اور پھر ساتوں جلد علیحدہ بھی ہیں۔
کاغذ سپید، تقطیع کلاں خوشنما ہے

ہفت قلزم آں کہ بشناسی بغواصی طبع
کان لسوئے چشمۂ ہر عام و فن رہبر ست

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ محلہ حضرت گنج بماہ اکتوبر ۱۸۷۹ء مطابق ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ میں طبع ہوئی۔"

راقم الحروف نے ہفت قلزم مطبع نولکشور کا صرف اشتہار ہی دیکھا تھا۔ کتاب کی جستجو اور اس کی تلاش سالہا سال تک رہی۔ لکھنؤ اور کئی دوسرے کتب خانے چھان ڈالے[13]۔ لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ مثل مشہور ہے کہ جوئندہ یابندہ۔ دس سال کی تلاش و محنت کے بعد ہفت قلزم مطبع نولکشور کا مکمل نسخہ مجھے فلک پوش پہاڑوں سے گھری ہوئی وادی کشمیر کے اپنے ہی امر سنگھ کالج کی لائبریری میں دستیاب ہوا۔ اس نسخے کی دریافت سے مجھے بے پایاں خوشی ہوئی اور اس کا یہاں مل جانا اعجاز سے کم نہیں ہے۔ اس کو لکھنؤ میں ہونا چاہیئے۔ بہر حال کہنا ہی پڑے گا۔

ع یار در پہلوئے من و من گرد جہاں می گردم

منشی نولکشور نے ہفت قلزم کی ساتوں جلدیں ایک ہی جلد میں الگ الگ ۱۱۰۷ صفحات میں رمضان ۱۳۰۸ھ ہجری مطابق مئی ۱۸۹۱ء میں زر کثیر خرچ کر کے شائع کیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ

Scanned with CamScanner

انہوں نے بہت کم تعداد میں کتاب چھاپی ہوگی۔ اس نسخے سے زیادہ لوگ واقف نہیں ہیں اور نہ اس کا حوالہ ہی کہیں ملتا ہے۔ منشی صاحب کے بیان کے مطابق ہفت قلزم کی کتاب لکھنو میں کمیاب تھی۔ انہوں نے فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے کتب خانے سے نہ معلوم ایک نسخہ کیسے حاصل کیا تھا۔ چونکہ وہ علم دوست اور فارسی کے دلدادہ تھے۔ اس لئے انہوں نے فارسی کے جلیل القدر علماء اوحدالدین بلگرامی اور مولوی اسماعیل لندنی سے استفادہ کرکے ہفت قلزم کو نہایت عمدگی سے شائع کیا۔ کتاب کی ہر جلد میں آخر میں "خاتم الطبع" درج ہے۔ ساتوں جلدوں کے سرورق کی عبارت یہ ہے:۔

"مجموعہ کامل ہر ہفت جلد۔ ہفت قلزم۔ در لغات و مصطلحات مستعمل اہل عجم منقول از مطبوعہ سلطانی لکھنؤ ۱۲۳۰ھ ہجری از تموج و تہیج طبع نیساں بار غواص محیط تحقیق سباح بحار تدقیق قلزم زخار علم و فضل بحر ناپیداکنار فرہنگ و عقل وحید العصر فرید الدہر عالم نبیل فاضل جلیل در تبحر علوم مستند مولوی قبول محمد مرحوم ...... در مطبع نامی گرامی منشی نول کشور بہ مطبع مزین مقبول جہاں گردید"۔

پہلی جلد کے صفحہ ۲۴۷ میں خاتمہ کی عبارت اس طرح ہے:۔

"خاتمہ طبع جلد اول از جناب مولوی محمد علی صاحب سلمہ تعالیٰ"

"پس از سجدہ ریزی خامہ دار از محامد سخن آفرینی کہ طوطی زبان از آئینۂ دل بگفتار او گویاست و نعت رسولیکہ ہمائے سخن در اوج معنی بال کشا قدر شناسان فارسی زبان را کہ فیض کلام شان کلک خوش بیانی را زبان دری آموختہ۔ بشارت خوش اشارات باد۔ کہ دریں ہمایوں روز کتاب جامع لغات و مصطلحات و استعارات یعنی مجلد اول از ہفت جلد کتاب فرہنگ رفعت مسمی بہ ہفت قلزم کہ در عہد دولت ابوالمظفر معز الدین شاہ زمن

غازی الدین حیدر بادشاہ غازی در مطبع سلطانی لکھنو بصرف گنجینۂ بے شمار باہتمام فاضل جلیل مولوی قبول محمد مرحوم. در سنہ ۱۲۴۷ ہجری حلیہ پوش طبع شدہ۔ اکنون کہ از مایا بیش خواہش طالبین متکاثرہ بود۔ بنا براں بہ بذلِ ہمت بلند چشمۂ فیض اشاعت علوم جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ بعد ازالۂ سہو النسان کہ در مطبوعہ سلطانی مشاہدہ شدہ بار دوم در مطبع نامی بمقام لکھنو محلہ حضرت گنج بجمتہ ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ مطابق ماہِ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۸ ہجری بتازہ عنوانے بہ چہار بحر و یک نہر از بیانِ لغات حروف ہمزۂ ممدودہ و مقصورہ با بائے تازی و تائے مثلثہ کہ پنج ہزار و ہشتصد لغت است از رنگ طبع آراستہ گردید۔"

ہفت قلزم کی ساتویں جلد کے آخر میں ص ۱۵۳ میں خود صاحب مطبع منشی نول کشور نے خاتمہ کی عبارت لکھی اور یہ ہے :۔

"حال تالیف ایں کتاب فرہنگ رفعت مسمی بہ ہفت قلزم کہ مبتنی بر ہفت جلد است از دیباچۂ جلد اول کہ چکیدۂ خامہ مولوی قبول محمد مرحوم است۔ ظاہر است موصی الیہ نوشتہ کہ ایں کتاب از حضرت ابوالمظفر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو از فکرِ متین و عبارت رنگین باتمام رسانیدند۔ و تاریخ آغاز و انجام ہم از زبان معجز بیان ارشاد فرمودند۔ چوں در کتب خانۂ سلطانی جملہ کتب لغات و اصطلاحاتِ پارسی مہیا بودند و علمائے لکھنو در اہتمام ترتیب و تکمیل مصروف۔ پس ہمچو ایں مجموعۂ مستندۂ جامع کتابے دیگر مروجۂ ممالک پارس ہم بہ دریافت نہ رسیدہ فہرست مضامین بہ ہفت اجلاد در دیباچۂ ہر جلد مذکور است۔ خلاصہ اینکہ شش قلزم یعنی شش اجلاد اولین مشتمل بر بیست و دو ہزار و

ہفت صد و نہ (۲۲۷۰۹) لغات و مصطلحات پارسی اند۔ و قلزم ہفتم یعنی جلد ہفتمین در بیان حروف تہجی وغیرہ و صرف و نحو و نثر مرجز و مسجع و عاری و اقسام نظم و صنائع لفظی و معنوی و علم عروض و قافیہ با تمام پیوستہ دریں جا بنظر مزید اظہارِ جامعیت ایں مجموعہ تفصیل صنائع لفظی و معنی نوشتہ می آید۔۔۔۔۔

چوں راقم را نسخۂ نادر الوجود منقول عنہ کہ در سنہ یکہزار و دو صد و سی ہجری در مطبع سلطانی لکھنو مطبوعہ گردیدہ بود از کتب خانۂ مدرسۂ کلکتہ بہم رسید بنظر اشاعت علم پارسی کہ دریں ایام رو بہ تنزل است و نیز بنظر افادۂ پارسی دانان طبع ثانی ایں مجموعہ را بذمۂ خود نہاد۔ الحمد للہ کہ ایں ہفت پیکر ہفت رنگ کہ بدست مشاطۂ سعی تمام تر ہر ہفت گشتہ زیور قبول در بر کردہ بودے ہمچو میوۂ نورس بلکہ قند مکرر مذاق عالم را چاشنی دیگر داد کہ دریں جز و روزگار طبا البانش دست بدست بجاں خریدار چہ سبز بختاں یک رنگ بوصلش کامگار و چہ تہی دستاں در انتظار چوں دیدہ در از کمال شوق متحیر ماندہ بود۔ بار دوم کمر جہد بر بستم و بسعی کار پردازان چاپکدستان چاپکدست در ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ ہجری مطابق ماہ مئی ۱۸۹۱ء بمطبع راقم واقع لکھنو معروف بہ مطبع اودھ اخبار ایں مجموعہ بدیں چابکی جلوہ گر شد۔"

●

حواشی

۱۔ ڈاکٹر اشپرنگر۔ اے اشپرنگر ۳، ستمبر ۱۸۱۳ء کو ٹیرول (Tyrol) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام کرسٹافر اشپرنگر تھا۔ انسبرک، ویانا اور پیرس میں تعلیم حاصل کی۔ طب اور مشرقی علوم کا مطالعہ کیا۔ تحصیل علم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ۱۸۳۸ء میں لندن چلے گئے اور کئی سال

تک وہاں رہے۔ ۱۸۴۱ء میں لندن یونیورسٹی سے ایم۔ ڈی (ڈاکٹر آف میڈیسن) کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۸۴۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی میڈیکل سروس میں ان کا تقرر ہوا۔ ایک سال کے بعد ۱۸۴۴ء میں محمڈن کالج دہلی کے پرنسپل بنائے گئے۔ ۱۸۴۷-۵۰ء تک لکھنؤ میں اسسٹنٹ ریذیڈنٹ کی حیثیت سے مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد وہ ہگلی کالج کے پرنسپل ہوئے۔ ۱۸۵۱-۵۴ء تک حکومت ہند کی طرف سے فارسی کے ترجمان رہے۔ اس دوران بنگال ایشیاٹک سوسائیٹی کے معتمد بھی رہے اور یہیں شاہان اودھ کے کتب خانوں کی نامکمل فہرست کی جلد اول جو ۱۸۵۴ء میں قیام لکھنؤ میں مرتب کی تھی شائع ہوئی۔ سرورق پر کتاب کا نام اس طرح ہے:۔

"A CATALOGUE OF THE ARABIC, PERSIAN AND HINDUSTANY MANSUSCRIPTS OF THE LIBRARIES OF THE KING OF OUDH."

BY A. SPRENGER, M.D

VOL. I CALCUTTA 1854.

اشپرنگر ۱۸۵۶ء میں حکومت ہند کی ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ بعد میں بیرس (BERSE) میں مشرقی لسانیات کے پروفیسر ہوئے۔

اشپرنگر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ ان میں اودھ کیٹلاگ، لائف آف محمدؐ اور ہندوستانی گرائمر قابل ذکر ہیں۔ موصوف پچیس ۲۵ زبانوں کے ماہر تھے۔ مشرقی علوم کی ادبیات اور فن صحافت میں بھی صاحب کمال تھے۔ دلی میں سب سے پہلے جو ہفتہ وار رسالہ اردو میں شائع ہوا تھا اس کے ایڈیٹر بھی اشپرنگر ہی تھے۔ آخر کار ہیڈل برگ (HEIDEL BERG) میں ۱۹ دسمبر ۱۸۹۳ء کو انتقال کیا۔

(DICTIONARY OF INDIAN BIOGRAPHY

BY C.E BLUCK LAND P.398 (ED. 1906)

Scanned with CamScanner

۲۔ اودھ کیٹلاگ صفحہ ۶۱۲

۳۔ وزیر نامہ ص ۶۲ از نواب وزیر السلطان سید محمد امیر خان مطبع نظامی، کانپور ۱۲۹۲ھ

۴۔ ریاض الفصحا ص ۳۷ از غلام ہمدانی مصحفی، مطبوعہ انجمن ترقی اردو ہند ۱۹۳۴ء

۵۔ تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا ص ۳۰۲ مرتبہ مشفق خواجہ، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۰ء

۶۔ آئینۂ حیرت و طور معنی (فارسی کے دو غیر مطبوعہ تذکرے) مطبوعہ دانش، صفحہ ۱۷۸
ڈاکٹر اکبر حیدری، جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد

۷۔ ایضاً صفحہ ۱۷۸ ۸۔ تحقیقی جائزے ص ۹۶ از ڈاکٹر اکبر حیدری حصہ اول ۱۹۶۸ء

۹۔ قیصر التواریخ ص ۲۳۶ جلد اول، سید کمال الدین حیدر

۱۰۔ لکھنویات ادیب صفحہ ۷۸، ۷۹ از سید مسعود حسن رضوی ادیب مرتبہ طاہر تونسوی
مطبوعہ مغربی پاکستان اردو اکادمی لاہور ۱۹۸۸ء

۱۱۔ بہت ہی نادر و نایاب کتاب ہے۔ ڈاکٹر اشپرنگر نے اسے بہت ہی محنت اور لگن سے ترتیب دیا تھا۔ اس میں ۳۲، فارسی اور اردو مخطوطات کی تفصیلات درج ہیں۔ پہلا مخطوطہ لباب الالباب (محمد عوفی) اور آخری نشتر عشق (حسین قلی خان عاشقی) جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے کہ فہرست مخطوطات کی صرف پہلی جلد طبع ہوئی۔ جس میں تین باب ہیں۔ پہلے باب میں فارسی اور اردو شعراء کے تذکرے، دوسرے میں شعراء کی تصانیف اور تیسرے میں اردو شعراء کی کتابیں ہیں۔ ابتدا میں ۶ صفحوں میں دیباچہ ہے اور آخر میں ۲ صفحوں میں تصحیح نامہ۔ کل صفحات ۶۵۳ ہیں۔ کتاب نہایت ہی کارآمد اور مفید ہے۔ اس میں بعض ایسے مخطوطات کا ذکر آ گیا ہے۔ جن کا کوئی دوسرا نسخہ کہیں دستیاب نہیں ہوتا ہے۔

۱۲۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے بڑا دینی مدرسہ یعنی عربی یونیورسٹی ہے۔ جہاں سینکڑوں طلبا مختلف علوم میں زیر تعلیم ہیں۔ ہندوستان سے باہر بھی بعض مسلم ممالک سے یہاں طلبا بڑی تعداد میں پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کوئی ایک سو سال سے قائم ہے۔ اس کی عمارت

Scanned with CamScanner

لکھنؤ یونیورسٹی کے آرٹس کالج کی طرف دریائے گومتی کے بائیں کنارے ایک وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی ہے۔ مدرسہ کے احاطے میں کتب خانہ ایک الگ شاندار بلڈنگ میں ہے جو حال ہی میں جدید سائینسی اصولوں کے تحت تعمیر کی گئی ہے۔ یہ عمارت کتب خانہ شبلی نعمانی کے نام سے منسوب کیا گیا۔ یہاں ہر علم و فن میں ہزاروں بیش بہا کتابیں موجود ہیں۔ فارسی اور عربی کے بیش بہا مخطوطات کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ بہت سی کتابیں مصنفین کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر اہتمام جو کتابیں شائع ہوئی تھی، ان میں سے اکثر و بیشتر نایاب نسخے یہاں موجود ہیں۔ کتب خانے میں عربی اور فارسی کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ علامہ شبلی نعمانی، نواب صدیق حسن خان، مولانا عبدالحی اور دوسرے علماء کے عطیات کی صورت میں موجود ہے۔ راقم الحروف اس کتب خانے سے ۲۰ سال سے برابر استفادہ کرتا رہا ہے۔ جتنا اچھا انتظام یہاں ہے اتنا میں نے کسی بڑے کتب خانے یا کسی یونیورسٹی میں نہیں دیکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتب خانے کی باگ ڈور جناب محمد مرتضیٰ صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ جب کوئی کتاب ہاتھ نہیں آتی ہے تو وہ بہ نفس نفیس اس بزرگی کے عالم میں تلاش کر کے اسکالر کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ بیرونی ممالک خاص کر یورپ کے اسکالر یہاں آکر استفادہ کرتے ہیں۔ کتب خانے میں ہر قسم کی سہولیت فراہم ہوتی ہے۔

۱۲ے مضمون کافی عرصہ پہلے مکمل ہو چکا تھا اور اس پر نظر ثانی ہو رہی تھی کہ لکھنؤ یونیورسٹی کی ٹیگور لائبریری میں ہفت قلزم مطبع سلطانی اور مطبع نول کشور کے دو نسخے بڑی کسمپرسی اور خستہ حالت میں دیکھے گئے۔ اول الذکر نسخہ دیمک خوردہ اور ناقص ہے۔ اب دونوں نسخے اپنی جگہ سے ہٹائے گئے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہفت قلزم کے دیباچے میں مرتب۔ قبول محمد نے

ماخذ کی کتابوں کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن مختلف مقامات میں موقعہ اور محل کی مناسبت سے اداۃ الفضلا، موید الفضلا، کنز اللغات، مدار الافاضل، ژند، پاژند وغیرہ کتابوں کے حوالے ملتے ہیں۔ میری رائے میں یہ لغت برہان قاطع کی مکمل صورت میں تالیف کیا گیا ہے۔ اگر یہ لغت کسی ادارے سے از سر نو مرتب کرکے شایع کیا جاتا تو فارسی ادب کی عظیم خدمت ہو جاتی اور ایک نئی کتاب سامنے آجاتی۔

Scanned with CamScanner